4

مالیاتی پالیسی

مالی سال 24ء کے دوران مالیاتی یکجائی کا سلسلہ جاری رہا ، بنیادی توازن میں 17 سال میں پہلی بار سرپلس رقم آئی۔ مجموعی مالیاتی خسارہ کم ہونے کے ساتھ ساتھ محصولات کے خسارے میں بھی جی ڈی پی کا تقریباً ایک فیصد کمی واقع ہوئی۔ مالیاتی توازن میں بہتری کا بڑا ثبوت مجموعی آمدنی میں اضافہ ہے۔ مجموعی آمدنی کا بڑا حصہ غیر ٹیکس محاصل سے آیا ، جس میں اسٹیٹ بینک کے نسبتاً زیادہ منافع اور پٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی کی وصولی نے معاونت کی۔ دریں اثنا محاصل کی آمدنی میں بھی بلحاظ جی ڈی پی معمولی اضافہ ہوا۔ جہاں تک اخراجات کا معاملہ ہے ، جی ڈی پی کے لحاظ سے ان میں معمولی کمی کا سبب زرِ اعانت میں کمی اور پست ترقیاتی اخراجات کی وجہ سے غیر سودی اخراجات میں تخفیف ہے ، جس نے قرضوں کے بڑھتے ہوئے اسٹاک اور بلند شرح سود کے ہوتے ہوئے سود کی ادائیگیوں میں اضافے کی بخوبی تلافی کر دی۔ اس تناظر میں مالیاتی یکجائی کے تسلسل کے لیے ضروری ہے کہ قرض کی ادائیگی کو محدود کیا جائے ، اور سماجی اور ترقیاتی اخراجات کے لیے مالیاتی گنجائش پیدا کی جائے تاکہ وسط سے طویل مدت کے دوران نمو کو سہارا دیا جائے۔ یہ ہدف صرف ان اصلاحات سے حاصل کیا جا سکتا ہے جن کا مقصد ایک طرف ٹیکس گزاروں کی تعداد بڑھانا ہو ، اور دوسری طرف توانائی کی مارکیٹوں کی ڈی ریگولیشن اور سرکاری ملکیتی اداروں کی نجکاری کرکے غیر ہدفی (untargeted) زرِ اعانت اور گرانٹس کو کم کرنا ہو۔

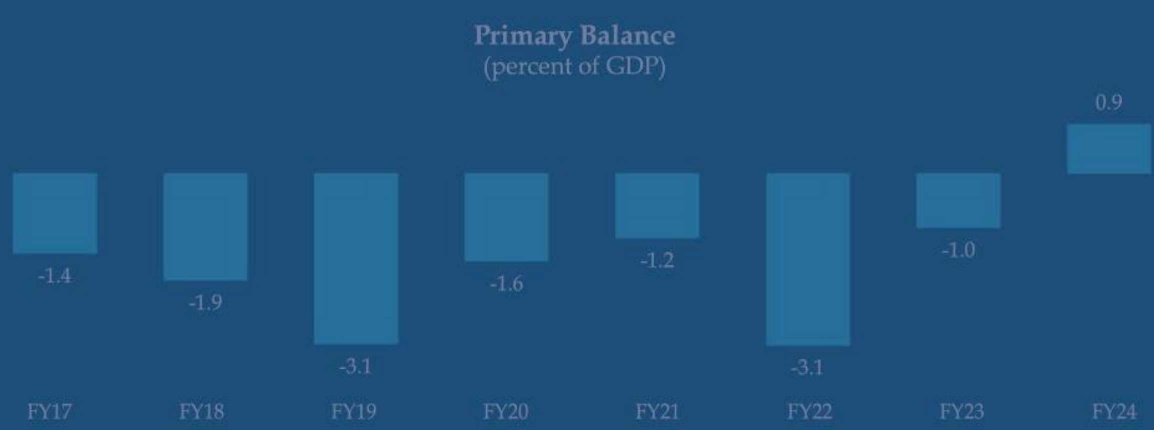

4 مالیاتی پالیسی

4.1 مالیاتی رجحانات اور پالیسی جائزہ

مالی سال 24ء کے دوران مجموعی محاصل میں زبردست نمو مطلوبہ مالیاتی یکجائی حاصل کرنے میں حکومت کی مددگار رہی۔ اس دوران مالیاتی خسارہ ایک فیصدی درجہ گر کر جی ڈی پی کا 6.8 فیصد رہ گیا جبکہ بنیادی توازن میں 0.9 فیصد فاضل رقم آئی جو مالی سال 07ء سے اب تک پہلی بار ہوا ہے (**شکل 4.1 الف اور 4.1 ب، جدول 4.1**)۔ مجموعی فاضل رقم میں صوبوں کا حصہ 0.5 فیصد رہا جو گذشتہ مالی سال 0.2 فیصد تھا (**شکل 4.2**)۔ دریں اثنا محاصل کی رقم میں گذشتہ سال کی نسبت کم خسارہ دیکھا گیا جبکہ مجموعی محاصل میں ہونے والا اضافہ اخراجاتِ جاریہ میں اضافے سے زائد رہا (**شکل 4.1ج**)۔

محاصل کی نمو کو زیادہ مدد غیر ٹیکس محاصل (این ٹی آر) سے ملی جس کا حصہ مجموعی محاصل میں ہونے والے اضافے میں 80 فیصد بلحاظ جی ڈی پی رہا۔ مالی سال 24ء کے دوران غیر ٹیکس محاصل میں معقول اضافے کے اہم اسباب اسٹیٹ بینک کا پہلے سے زائد منافع، پیٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل) کی وصولی، اور وفاقی مارک اپ کی وصولیاں ہیں۔

شکل 4.2: صوبائی مالیاتی توازن

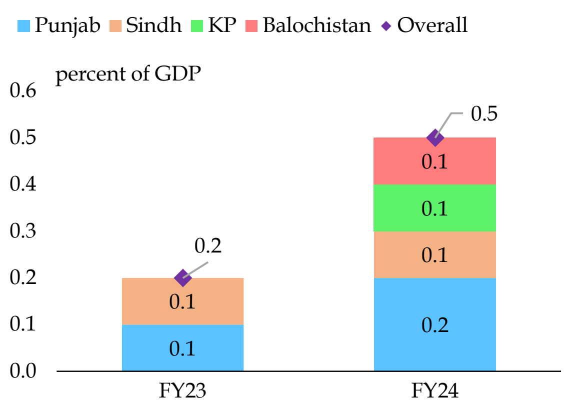

Source: Ministry of Finance

موازنہ کیا جائے تو مجموعی محاصل کی نمو کا صرف 20 فیصد ٹیکس محاصل سے آیا حالانکہ ٹیکس محاصل میں معقول اضافہ ہوا۔ اس اضافے کے پیچھے اقتصادی عوامل بھی تھے اور محاصل جمع کرنے کے اقدامات بھی۔ اقتصادی عوامل میں بلند شرحِ سود اور مہنگائی، کے علاوہ پاکستانی روپے کی قیمت میں گذشتہ سال کی نسبت زائد کمی شامل تھی۔[1] ان عوامل کو متعدد ٹیکس اقدامات سے مدد ملی، مثال کے طور

شکل 4.1الف: مالیاتی توازن | **شکل 4.1ب: بنیادی توازن** | **شکل 4.1ج: محاصل کا توازن**

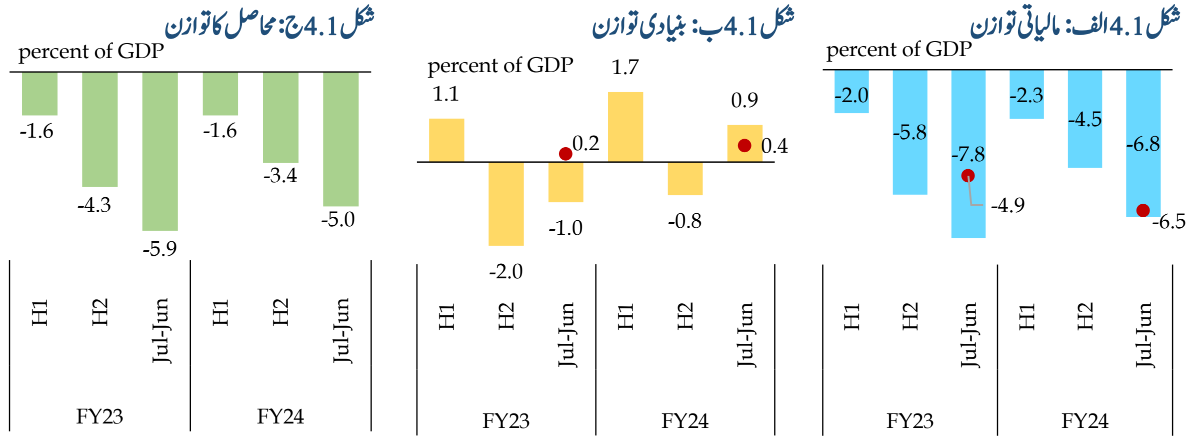

Note: Maroon dots represent respective Budget Estimates
Source: Ministry of Finance

[1] مالی سال 24ء کے دوران امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں اوسطاً 12.4 فیصد کمی ہوئی۔

جدول 4.1 : مجموعی مالیاتی صورتِ حال

	مالیت (ارب روپے)				نمو (فیصد)			
	م س23ء	م س24ء			م س23ء	م س24ء		
	جولائی تا جون	شش1	شش2	جولائی تا جون	جولائی تا جون	شش1	شش2	جولائی تا جون
1۔ مجموعی محاصل (الف+ب)	**9,634**	**6,854**	**6,415**	**13,269**	**19.9**	**45.9**	**30.0**	**37.7**
(الف) ٹیکس محاصل	7,819	4,834	5,251	10,085	15.7	29.5	28.5	29.0
جن میں ایف بی آر کے محاصل	7,169	4,469	4,842	9,311	16.7	30.3	29.4	29.9
(ب) نان ٹیکس	1,815	2,020	1,164	3,184	41.8	108.8	37.3	75.4
2۔ مجموعی اخراجات (الف+ب+ج)	**16,155**	**9,262**	**11,214**	**20,476**	21.5	**45.1**	**14.8**	**26.7**
(الف) اخراجاتِ جاریہ	14,583	8,565	10,006	18,571	26.6	41.3	17.4	27.3
جن میں مارک اپ ادائیگیاں	5,696	4,220	3,940	8,160	79.0	64.0	26.2	43.3
(ب) ترقیاتی اخراجات اور خالص قرض گیری	1,953	661	1,417	2,078	17.8	3.9	7.7	6.4
جن میں پی ایس ڈی پی	1,893	673	1,354	2,027	17.1	13.9	4.0	7.1
(ج) شماریاتی تفرق	-381	36	-209	-173	–	–	–	–
3۔ مالیاتی توازن	**-6,521**	**-2,408**	**-4,799**	**-7,207**	–	–	–	–
جی ڈی پی کا فیصد	-7.8	-2.3	-4.5	-6.8	–	–	–	–
4۔ بنیادی توازن	***-826***	***1,812***	***-859***	**953**	–	–	–	–
جی ڈی پی کا فیصد	-1.0	1.7	-0.8	0.9	–	–	–	–
5۔ محاصل کا توازن	**-1,464**	**-1,711**	**-3,591**	**-5,302**	–	–	–	–
جی ڈی پی کا فیصد	-5.9	-1.6	-3.4	-5.0	–	–	–	–
5۔ صوبائی توازن	**155**	**289**	**229**	**518**	–	–	–	–
جی ڈی پی کا فیصد	0.2	0.3	0.2	0.5	–	–	–	–
6۔ مالکاری (الف+ب)	**6,521**	**2,408**	**4,799**	**7,207**	–	–	–	–
الف) بیرونی (خالص)	-680	608	-288	321	–	–	–	–
ب) ملکی (خالص)	7,201	1,799	5,087	6,886	–	–	–	–

نوٹ: مجموعی محاصل میں سے مجموعی اخراجات منہا کرنے سے مالیاتی توازن حاصل ہوتا ہے۔ مالیاتی توازن میں سے سودی ادائیگیاں منہا کرنے سے بنیادی توازن حاصل ہوتا ہے۔ مجموعی محاصل میں سے مجموعی اخراجاتِ جاریہ کو منہا کرنے سے محاصل کا توازن حاصل ہوتا ہے۔

ماخذ: وزارتِ خزانہ

پر سپر ٹیکس کا دائرہ وسیع کرنا، ودہولڈنگ ٹیکس اور جنرل سیلز ٹیکس کی شرحوں میں اضافہ، اور ٹیکس اخراجات میں کسی حد تک معقولیت لانا۔

اس کے ساتھ ساتھ مجموعی اخراجات جی ڈی پی کے لحاظ سے قدرے کم ہوئے۔ یہ کمی بنیادی طور پر غیر سودی اخراجات میں کمی کی وجہ سے ہوئی جس کے بعد زرِ اعانت اور ترقیاتی اخراجات کی باری آئی۔ زرِ اعانت میں کمی کی وجہ پاکستان اسٹیٹ آئل (پی ایس او) کو کم اجرا کے علاوہ یہ حکومتی فیصلہ تھا کہ صنعتی شعبے کے لیے گیس پر زرِ اعانت محدود کیا جائے۔[2] تاہم، بجلی پر زرِ اعانت بدستور بلند سطح پر رہی۔ ترقیاتی اخراجات کے معاملے میں سرکاری شعبے کے وفاقی ترقیاتی منصوبے (پی ایس ڈی پی) اور صوبائی ترقیاتی اخراجات دونوں میں جی ڈی پی کے لحاظ سے کمی دیکھی گئی۔ اس کا سبب فروری 2024ء میں انتخابات تک سخت مالیاتی

[2] گذشتہ سال کے برعکس مالی سال 24ء میں حکومت کو پی ایس او کے ایف ای-25 قرضوں پر قدر پیمائی کے خسارے کی بنا پر زرِ اعانت ادا نہیں کرنا پڑا۔

جدول 4.2: مجموعی محاصل کی تفصیلات

	مالیت (ارب روپے)			جی ڈی پی کا فیصد			نمو (فیصد)			نمو میں حصہ (پی پی ٹی ایس)*		
	م س19ء تا 23ء کی اوسط	م س23ء	م س24ء	م س19ء تا23ء کی اوسط	م س 23ء	م س 24ء	م س19ء تا23ء کی اوسط	م س 23ء	م س 24ء	م س19ء تا23ء کی اوسط	م س 23ء	م س24ء
مجموعی محاصل (الف+ب)	**7,149**	**9,634**	**13,269**	**12.1**	**11.5**	**12.5**	**13.6**	**19.9**	**37.7**	–	–	–
الف) ٹیکس محاصل	**5,698**	**7,819**	**10,085**	**9.6**	**9.3**	**9.5**	**13.5**	**15.7**	**29.0**	**10.4**	**13.2**	**23.5**
وفاقی	**5,181**	**7,169**	**9,311**	**8.7**	**8.5**	**8.8**	**13.8**	**16.7**	**29.9**	**12.5**	**15.2**	**27.4**
براہِ راست ٹیکس	2,051	3,272	4,531	3.4	3.9	4.3	17.7	43.5	38.5	6.5	16.1	17.6
بالواسطہ ٹیکس	3,130	3,897	4,780	5.3	4.6	4.5	11.6	0.9	22.7	7.3	0.6	12.3
سیلز ٹیکس	2,035	2,592	3,099	3.4	3.1	2.9	12.3	2.4	19.5	5.0	1.0	7.1
فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی	290	370	577	0.5	0.4	0.5	12.5	15.2	56.2	0.7	0.8	2.9
کسٹم	804	935	1,104	1.4	1.1	1.0	10.2	-7.4	18.1	1.6	-1.2	2.4
صوبائی	**517**	**650**	**774**	**0.9**	**0.8**	**0.7**	**10.5**	**6.1**	**19.2**	**1.0**	**0.6**	**1.6**
خدمات پر سیلز ٹیکس	300	417	505	0.5	0.5	0.5	14.0	17.2	21.0	7.8	10.0	13.5
ب) نان ٹیکس محاصل	**1,451**	**1,815**	**3,184**	**2.5**	**2.2**	**3.0**	**30.8**	**41.8**	**75.4**	**3.2**	**6.7**	**14.2**
وفاقی	**1,325**	**1,649**	**2,961**	**2.3**	**2.0**	**2.8**	**35.3**	**43.1**	**79.6**	**30.7**	**38.8**	**72.3**
اسٹیٹ بینک کا منافع	489	371	972	0.9	0.4	0.9	1,439.7	-21.6	161.9	19.0	-8.9	36.4
پی ڈی ایل	326	580	1,019	0.5	0.7	1.0	77.4	354.7	75.8	9.0	39.3	26.6
مارک اپ وصولیاں	90	145	355	0.1	0.2	0.3	37.5	64.8	145.4	2.0	4.9	12.8
صوبائی	**127**	**166**	**223**	**0.2**	**0.2**	**0.2**	**7.8**	**29.3**	**34.5**	**0.1**	**2.9**	**3.2**
خالص آبی منافع	26	5.5	24	0.05	0.01	0.02	-14.5	-76.4	334.0	-5.9	-13.9	11.1
یادداشتی اجزا												
نامیہ جی ڈی پی	59,542	83,875	106,045	–	–	–	–	–	–	–	–	–

نوٹ: ایف بی آر اور وزارتِ خزانہ کے ٹیکس محاصل کے اعداد و شمار مختلف ہو سکتے ہیں

*'نمو میں حصہ' میں قریبی مجموعے کی نمو میں اجزا کے حصوں کی پیمائش فیصدی درجوں کے لحاظ سے کی گئی ہے

ماخذ: وزارتِ خزانہ، اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کے تخمینے

گنجائش اور نگراں حکومتوں کی موجودگی ہو سکتی ہے۔[3] غیر سودی اخراجات کے برعکس، بلند شرح سود کے ماحول میں قرضوں کا اسٹاک بڑھنے کی وجہ سے سود کی ادائیگیوں میں نمایاں اضافہ ہوا۔

اگرچہ مالی سال 24ء کے دوران مالیاتی یکجائی کا تسلسل حوصلہ افزا امر ہے، تاہم پائیداری کے نقطہ نظر سے شریک عوامل پر نظر ڈالنا بھی اہم ہے۔ محاصل بڑھنے کی بڑی وجہ ٹیکس گزاروں کی تعداد میں اضافہ نہیں بلکہ اسٹیٹ بینک کا منافع، پی ڈی ایل کی وصولی اور اتفاقی عوامل ہیں جیسے بلند شرحِ سود اور مہنگائی۔ ٹیکس پالیسی اور انتظامیہ کے مؤثر استعمال کے ذریعے ٹیکس محاصل بڑھانے کی کوششیں وفاقی اور صوبائی دونوں سطحوں پر ناکافی رہیں۔ اس کی عکاسی جی ڈی پی میں ٹیکس کے تناسب میں واجبی سے اضافے سے ہوتی ہے۔[4]

[3] آئین کے مطابق نگراں حکومت کے پاس اخراجات کے حوالے سے فیصلوں کے محدود اختیارات ہوتے ہیں۔

[4] اس مظہر کی کسی حد تک وضاحت مالی سال 24ء میں غیر زرعی جی ڈی پی کے پست رہنے سے ہوتی ہے۔

مزید برآں، ٹیکس محاصل میں اگرچہ براہِ راست ٹیکسوں میں بلحاظ جی ڈی پی معقول اضافہ ہوا جبکہ اشیا اور خدمات پر جی ایس ٹی یا تو کم ہوا یا پھر جوں کا توں رہا، قطع نظر اس کے کہ مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں اشیا پر معیاری جی ایس ٹی کی شرح بڑھادی گئی تھی۔

جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے، سودی ادائیگیاں بجٹ کے تخمینے سے بڑھ گئیں، جس سے قرضے میں اضافہ ہوگیا۔ یہ مسلسل دوسرے سال ہوا۔ پانچویں، مجموعی ترقیاتی اخراجات بطور فیصد جی ڈی پی گر گئے کیونکہ مالیاتی گنجائش محدود تھی۔ چنانچہ اس سے معاشی نمو پر منفی اثرات پڑے، جس کے نتیجے میں مستقبل میں آمدنی بڑھنے کی استعداد بھی متاثر ہوئی۔[5] چھٹے، زیرِ جائزہ سال میں صحت اور تعلیم پر صوبوں کے سماجی اخراجات بلحاظ جی ڈی پی کم ہوگئے، جس کے اثرات معیشت میں ماہر افرادی قوت کی دستیابی اور پیداواریت پر پڑیں گے۔[6]

ان عوامل کے پیشِ نظر ٹیکس گزاروں کی تعداد بڑھا کر ٹیکس آمدنی میں اضافے اور غیر سودی اخراجات خصوصاً زرِ اعانت میں معقولیت لانے کے لیے اصلاحات پر عملدرآمد پر زور دینا چاہیے۔ یہ اصلاحات خصوصاً مالیاتی یکجائی کو برقرار رکھنے کے پس منظر میں اہم ہیں جو قرضوں کی سطح کم کرنے کے لیے درکار ہے، اور اس کے ہمراہ شمولیتی نمو کو سہارا دینے کے لیے سماجی اور ترقیاتی اخراجات بڑھائے جائیں۔

4.2 محاصل

مالی سال 24ء کے دوران مجموعی محاصل ایک فیصدی درجے اضافے سے 12.5 فیصد بلحاظ جی ڈی پی ہوگئے، جو گذشتہ پانچ سال کی اوسط سے زائد ہے (**جدول 4.2**)۔ اگرچہ بیشتر اضافہ غیر ٹیکس محاصل میں ہوا تاہم ٹیکس آمدنی بھی بڑھی اور جی ڈی پی کے لحاظ سے بھی دونوں بڑھے اور ان کی نمو تیز ہوئی۔

الف۔ ٹیکس محاصل

مالی سال 24ء کے دوران مجموعی ٹیکس وصولی میں 29 فیصد اضافہ ہوا جو گذشتہ سال 15.7 فیصد رہا تھا۔ جی ڈی پی کے لحاظ سے یہ معمولی سا بڑھا، یعنی مالی سال 23ء میں 9.3 فیصد اضافے کے مقابلے میں مالی سال 24ء میں 9.5 فیصد ہوگیا۔ اس سے قطع نظر، جی ڈی پی میں ٹیکس کا تناسب پست ہی رہا، خواہ ماضی قریب کے بلند ترین تناسب 12.6 فیصد سے موازنہ کیا جائے جو مالی سال 16ء میں حاصل ہوا تھا، یا ہمسر ملکوں کے اوسط تناسب 13.5 فیصد سے موازنہ کیا جائے۔[7] اس سلسلے میں **باکس 4.1** پاکستان میں ٹیکس آمدنی بڑھانے کے لیے کلیدی ٹیکس اصلاحات پر روشنی ڈالتا ہے۔

باکس 4.1.1: پاکستان میں ٹیکس اصلاحات

پاکستان کی جی ڈی پی میں ٹیکسوں کا تناسب گذشتہ ڈھائی عشروں میں 10 فیصد کے قریب رکا ہوا ہے (**شکل 4.1.1**)۔ یہ تناسب ملک کی استعداد سے نمایاں طور پر کم ہے، 2013ء میں کیے گئے تخمینے کے مطابق ملکی استعداد اتنی ہے کہ جی ڈی پی کا 22.3 فیصد ٹیکسوں پر مشتمل ہو سکتا ہے۔[8] حالیہ تناسب ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کے علاوہ علاقائی ہمسر ملکوں کے مقابلے میں بھی سب سے کم ہے۔ وفاقی ٹیکس وصولیاں

---

[5] وفاقی حکومت نے مالی سال 24ء کے بجٹ میں پی ایس ڈی پی کا ہدف 950 ارب روپے رکھا تھا، جس کا مقصد "نمو کو تیز کرنا اور روزگار پیدا کرنا" تھا، لیکن اس میں تقریباً 33 فیصد کمی واقع ہوئی۔ اسی طرح، صوبوں کے مجموعی ترقیاتی اخراجات ہدف سے 10 فیصد کم تھے، اور پنجاب جو ترقیاتی جز دان کے اعتبار سے سب سے بڑا صوبہ ہے، کے اخراجات میں تقریباً 6 فیصد کمی دیکھی گئی۔ ماخذ: مالی سال 24ء کے بجٹ کا خلاصہ، وزارت خزانہ

[6] صحت اور تعلیم پر صوبوں کے ترقیاتی اخراجات جی ڈی پی کا بدستور 0.2 فیصد ہیں جبکہ اخراجاتِ جاریہ گذشتہ مالی سال میں 1.4 فیصد تھے جو مالی سال 24ء میں 1.3 فیصد رہ گئے۔ دراصل مالی سال 24ء میں مارک اپ ادائیگیوں پر جی ڈی پی کا 7.7 فیصد خرچ ہوا جو مالی سال 23ء میں 6.8 فیصد رہا تھا۔

[7] اوسط 33 ہمسر ممالک سے لی گئی ہے جن میں ویت نام، تھائی لینڈ، مصر، میانمار، وسط ایشیائی ریاستیں، جنوبی افریقہ، ایران، وغیرہ شامل ہیں۔ یہ تجزیہ ان ملکوں کے 2018ء سے 2021ء تک کے تازہ ترین دستیاب ڈیٹا پر مبنی ہے۔ ڈیٹا کا ماخذ: آئی ایم ایف ورلڈ ڈیٹا بیس (2024ء)

[8] a) Fenochietto, M. R., & Pessino, M. C. (2013). Understanding countries' tax effort (No. 13-244). International Monetary Fund;

b) World Bank (2023). *Strengthening Government Revenues. Towards an Equitable, Efficient, and Sustainable Tax System*. Policy note 6. Reforms for a Brighter Future. World Bank Group: Washington DC

مجموعی ٹیکس آمدنی کا تقریباً 90 فیصد حصہ ہیں، اس باکس میں پاکستان کے جی ڈی پی میں ٹیکسوں کا تناسب بڑھانے کے مقصد سے بہترین بین الاقوامی طریقوں سے اخذ کرتے ہوئے وفاقی ٹیکس اصلاحات کے لیے سفارشات پیش کی گئی ہیں۔[9]

1) **ویلیو ایڈڈ ٹیکس (وی اے ٹی) کا مناسب نفاذ:** دنیا بھر میں سب سے زیادہ لاگو ہونے والے اور صَرف پر مبنی ٹیکسوں میں سے ایک وی اے ٹی، پاکستان کے ٹیکس نظام میں مکمل طور پر شامل نہیں ہے۔[10] ٹیکس دہندگان اور ٹیکس حکام کے درمیان عدم اعتماد کا بوجھ اس کے ریفنڈ اور ان پٹ ٹیکس کریڈٹ کے مناسب کام پر پڑتا ہے، جو وی اے ٹی کی کامیابی کے لیے اہم ہیں۔ مزید بر آں، وی اے ٹی کی بنیاد محدود ہے، جس کی وجہ سے اس کی شرح میں وقتاً فوقتاً اضافہ ہوتا ہے، نیز زیادہ آمدنی حاصل کرنے یا اس کو برقرار رکھنے کے لیے ٹیکس حکام کی جانب سے ریفنڈ میں تاخیر کی جاتی ہے۔[11] وی اے ٹی کو بہتر بنانے کے لیے پاکستان کو ڈجیٹل طریقوں کے ذریعے رقم کی واپسی کا عمل ہموار بنانے پر توجہ دینی چاہیے۔ ڈجیٹل طریقے انسانی مداخلت کو کم سے کم کرتے ہیں اور تمام حدود یا علاقوں میں اشیا اور خدمات پر ایک وسیع البنیاد، کم اور یکساں وی اے ٹی متعین کرتے ہیں۔ اس طریقے سے وی اے ٹی ایک اہم بالواسطہ ٹیکس کے طور پر مضبوط ہو گا۔

2) **کارپوریٹ انکم ٹیکس (سی آئی ٹی) کی معقولیت:** پاکستان دنیا کے ان ملکوں میں سے ہے جہاں سب سے زیادہ بلند یکساں کارپوریٹ انکم ٹیکس شرحیں یعنی 29 فیصد لاگو ہیں (**شکل 4.1.2**)۔ جب اضافی ٹیکس، جیسے سپر ٹیکس کو بھی شامل کیا جائے تو سی آئی ٹی کی شرحیں اور زیادہ ہو جاتی ہیں۔ اس قسم کا ٹیکس نظام معاشی ترغیب کے ڈھانچے کو مسخ کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ٹیکس فراڈ، ٹیکس چوری اور غلط رپورٹنگ کے مواقع دیتا ہے۔ پاکستان میں کاروبار کے لیے مختلف موثر شرحیں ہیں جن کی وجہ سے وسائل کی غلط تقسیم اور معاشی ترقی کی رفتار کم ہوئی ہے (الم اور خان 2015ء)۔[12] مزید بر آں، جیکب (2021ء) نے 79 تجربی مطالعات کے جائزے سے معلوم کیا کہ زائد کارپوریٹ ٹیکس کارپوریٹ سرمایہ کاری، بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری، جدت طرازی، اور مجموعی نمو پر منفی اثرات ڈالتے ہیں۔[13] اس پس منظر میں، کارپوریٹ انکم ٹیکس کارگزاری کو بہتر بنانا اور یکساں اور موثر کارپوریٹ نرخ کم کرنے سے معاشی نمو کی حوصلہ افزائی ہو سکتی ہے، محصولات کی وصولی بڑھ سکتی ہے، اور ٹیکس سے متعلق بدعنوان طریقوں کو روکا جا سکتا ہے۔

3) **ٹیکس کے اخراجات کو معقول بنانا:** ٹیکس اخراجات ٹیکس کی وہ رقوم ہیں جو چھوٹ، رعایتی شرحوں، ٹیکس کریڈٹ، اور ٹیکس کی معافی کی وجہ سے وصول ہونے سے رہ جاتی ہیں۔ پاکستان کے ٹیکس اخراجات کا تخمینہ مالی سال 23ء میں جی ڈی پی کا 4.6 فیصد ہے، جو نچلے متوسط آمدنی والے ممالک کی اوسط 3.2 فیصد سے زیادہ ہے۔[14] بین الاقوامی تجربات سے پتہ چلتا ہے، تخصیصی (preferential) سلوک عام طور پر

شکل 4.1.1: پاکستان کے مجموعی ٹیکس محاصل کی تفصیلات بطور فیصد جی ڈی پی

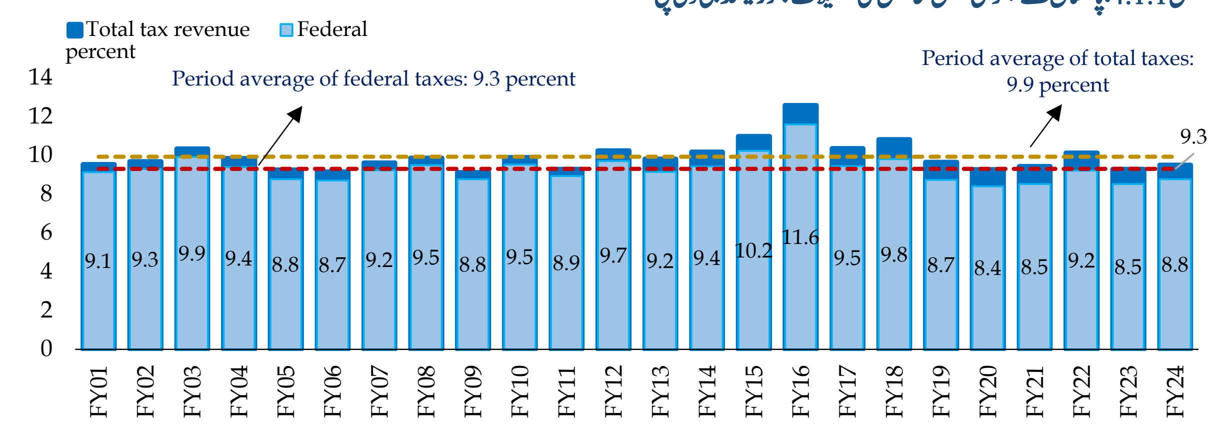

Source: Ministry of Finance

---

[9] یہ تجاویز ایس بی پی اسٹاف نوٹ، پاکستان میں وفاقی ٹیکس اصلاحات: بہترین بین الاقوامی تجربے سے سبق (آئندہ) پر مبنی ہیں۔

[10] پاکستان میں جنرل سیلز ٹیکس اور وی اے ٹی کو ایک دوسرے کے متبادل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

[11] ٹیکس کے آلے کے طور پر وی اے ٹی کی کارکردگی سے متعلق تفصیلات کے لیے **باکس 4.2** دیکھیں۔

[12] الم، جے اینڈ خان، ایم اے (2015)۔ پاکستان میں انٹرپرائز ٹیکسیشن کا تعین اور اصلاحات۔ ورکنگ پیپرز 1513۔ شعبہ معاشیات، ٹولین یونیورسٹی، لوزیانا

[13] جیکب، ایم (2021ء)۔ کارپوریٹ ٹیکسیشن کے حقیقی اثرات: ایک جائزہ۔ ایس ایس آر این الیکٹرانک جرنل

[14] ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو؛ ٹیکس اخراجات کا عالمی ڈیٹا بیس (جی ٹی ای ڈی) فلیگ شپ رپورٹ 2023ء

مطلوبہ نتائج نہیں دیتا۔ لہٰذا تمام ٹیکس اخراجات، ماسوائے بر آمد کنندگان کے ٹیکسوں کے، معقول بنانے اور انہیں بتدریج ختم کرنے کی ضرورت ہے تاہم پہلے لاگت بمقابلہ فوائد کا تجزیہ کیا جائے جس کا فی الحال فقدان ہے۔ مزید بر آں ایس آر اوکے ذریعے دی جانے والی رعایتیں اور استثنا کی پالیسی ایڈہاک ازم کو جنم دیتی ہے، جس سے یہ ناقابل اعتبار اور غیر متوقع ہو جاتی ہے، اور جس کے معاشی ترغیبات پر سنگین اثرات ہوتے ہیں۔ یہ ایڈہاک ازم اکثر طاقتور کاروباری لابیوں سے متاثر ہوتا ہے، جس سے ایس ایم ایز اور چھوٹے ٹیکس دہندگان کو نقصان ہوتا ہے۔

4) **ٹیکس کے پورے نظام کو آسان بنانا:** پاکستان میں ٹیکس کا نظام پیچیدہ اور بکھرا ہوا ہے۔ پیچیدہ ٹیکس قوانین ٹیکسوں کی متعدد تشریحات کا باعث بنتے ہیں، چنانچہ ٹیکس دہندگان کی طرف سے اپیلوں اور قانونی چارہ جوئی کے مقدمات چلتے ہیں جس کے ساتھ ساتھ ٹیکس حکام کو مفادات کے حصول کے مواقع ملتے ہیں۔ بکھری ہوئی ٹیکس اساس، جیسے سامان پر وی اے ٹی بمقابلہ خدمات، اور زرعی آمدنی پر انکم ٹیکس بمقابلہ غیر زرعی آمدنی پر، تعمیل اور انتظامی اخراجات کو بڑھاتی ہیں، جس سے محصولات کی وصولی میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ اس طرح کا نظام مختلف حدود کے مابین تصادم کا سبب بننے کے علاوہ غیر یکساں ٹیکس لگانے کا بھی سبب بنتا ہے۔ ورلڈ بینک کے تعاون سے ایف بی آر کی طرف سے ٹیلی مواصلات کے شعبے کے لیے سنگل سیلز ٹیکس پورٹل / ریٹرن سسٹم کا حالیہ نفاذ ٹیکس نظام کو آسان بنانے کی طرف ایک امید افزا قدم ہے۔ اس طرح اس شعبے کے لیے ریٹرن فائل کرنے کی تعداد میں کمی آئی ہے تاہم، سیلز ٹیکس کی شرحیں مختلف علاقوں میں مختلف ہیں۔ ٹیکس قوانین کو آسان بنانے اور تمام شعبوں اور علاقوں میں ٹیکس کی شرحوں کو ہم آہنگ کرنے کی ایک وسیع تر کوشش لاگت کم کرنے اور زیادہ موثر ریونیو سسٹم تیار کرنے کے لیے اہم ہے۔

5) **ایکسائز ٹیکس کا موثر استعمال:** بین الاقوامی تجربے کے مطابق فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی محصولات جمع کرنے میں معاونت کا تکمیلی ذریعہ بن سکتی ہے، خاص طور پر جب دیگر اقسام کی طویل مدتی اصلاحات تشکیل پاتی ہیں اور نتیجہ خیز بنتی ہیں۔ تاہم جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر پاکستان کی فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کا مجموعہ کم ہے اور کم ہوتا جارہا ہے۔ محاصل بڑھانے کے لیے ملک کو ٹیکس کی مختلف شرحوں اور نفاذ کے چیلنجوں سے پیدا ہونے والے بگاڑ کو دور کرنا چاہیے۔

6) **ٹیکس انتظامیہ کو بہتر بنانا:** انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کا استعمال ٹیکس کے نفاذ اور پابندی کو بہتر بنانے میں کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آئی سی ٹی پر ایف بی آر کے اخراجات بڑھائے جائیں، جو اِس وقت کم ہیں۔ ٹریک اینڈ ٹریس سسٹم اور "فاسٹر پلس" جیسے اب تک لگائے گئے ڈجیٹل طریقوں کو آپریشنل رکاوٹوں کا سامنا ہے۔ ڈجیٹل طریقوں کے درمیان ارتباط (integration) کے مسائل ہیں، ڈیٹا گورننس پالیسیوں کا بھی فقدان ہے۔ اس کے علاوہ، سنگل سیلز ٹیکس پورٹل، "سواپس"، ٹریک اور ٹریس جیسے اقدامات کو معیشت کے تمام شعبوں میں جامع طور پر لاگو کرنے کی ضرورت ہے۔ پوائنٹ آف سیل مشینوں کی طرح ڈجیٹل آلات کو اپنانے کی لاگت بھی اس طرح معقول بنانے کی ضرورت ہے کہ صارفین پر بوجھ نہ پڑے۔ یہ اقدامات معیشت کو باضابطہ بنانے کے ساتھ ساتھ آمدنی بڑھانے میں بھی مدد کر سکتی ہیں۔

شکل 4.1.2: پاکستان کی معیاری کارپوریٹ ٹیکس شرح

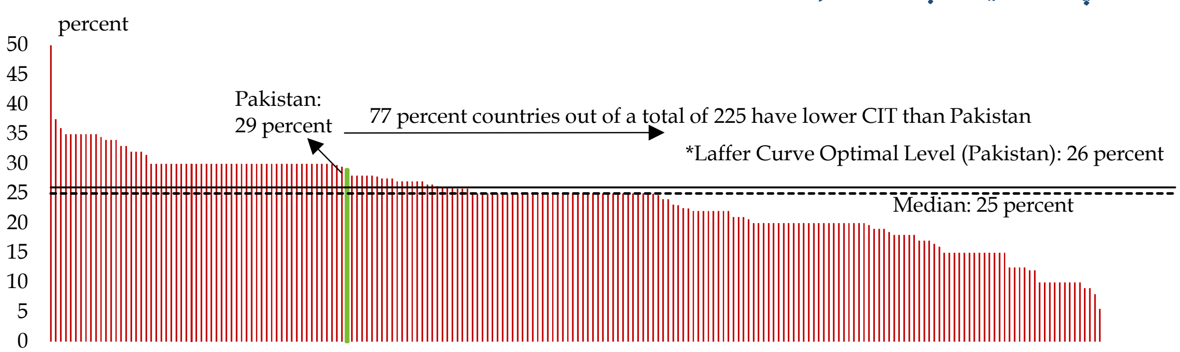

Note: Around 15 countries have no corporate income tax in the list of 225 countries

*Mehmood et al. (2022). *Does Laffer Curve Exist in Tax Structure of Pakistan? A Threshold Regression Analysis.* Journal of Economic Impact, Science Impact Publishers

Data source: Tax Foundation

مزید بر آں، خطرے پر مبنی آڈٹ، جو حال میں 2019ء میں متعارف کرائے گئے تھے، ٹیکس مشینری کی تمام عملی سطحوں پر لاگو ہونا ابھی تک باقی ہیں۔ علاقائی دفاتر اب تک دستی طریقوں سے کام کر رہے ہیں جنہیں وقت کے ساتھ ساتھ بتدریج ختم کیا جا سکتا ہے۔ مزید بر آں، وصولی کی ناقص شرحیں آڈٹ کی تاثیر کو کمزور کر دیتی ہیں، جس کے لیے مضبوط نفاذ کی حکمت عملی ضروری ہے۔ آخر میں، ان تمام اصلاحات کو اوپر سے نیچے تک اہمیت دینا ان کی کامیابی کے لیے ناگزیر ہے۔

شکل 4.3: جی ڈی پی میں ایف بی آر کے ٹیکس تناسب میں تبدیلی کی تفصیلات

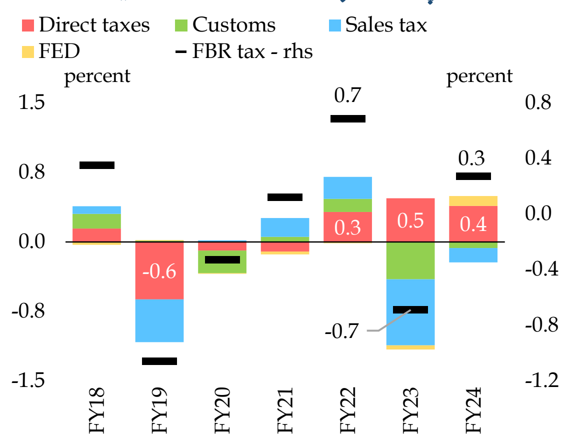

Source: Ministry of Finance

وفاقی ٹیکس

مالی سال 24ء کے دوران وفاقی ٹیکسوں میں نمو بڑھ کر 29.9 فیصد ہو گئی جو گذشتہ سال 16.7 فیصد رہی تھی۔ جی ڈی پی کے لحاظ سے وفاقی ٹیکس گذشتہ سال کی 8.5 فیصد سے بڑھ کر زیرِ جائزہ سال میں 8.8 فیصد ہو گئے۔ وفاقی ٹیکسوں میں اضافے میں گذشتہ سال کی طرح اس بار بھی براہِ راست ٹیکس آگے آگے رہے، اور بالواسطہ ٹیکسوں میں بلحاظ جی ڈی پی جو معمولی کمی آئی تھی اسے بھی انہوں نے بخوبی پورا کر دیا (**شکل 4.3**)۔ براہِ راست ٹیکسوں میں ودہولڈنگ ٹیکس اور رضاکارانہ ادائیگی کا حصہ غالب رہا جبکہ عند الطلب وصولی کا حصہ کم ہوا۔ بالواسطہ ٹیکسوں میں فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی بڑھ گئی جبکہ سیلز ٹیکس اور کسٹمز گذشتہ سال کی طرح مالی سال 24ء کے دوران بھی مزید گر گئے۔

نامیہ لحاظ سے براہ راست ٹیکسوں میں نمو اگرچہ واجبی سی گری، تاہم وہ مالی سال 24ء کے دوران 38.5 فیصد پر خاصے حجم کے ساتھ رہے جس سے مجموعی وفاقی ٹیکسوں میں ان کا حصہ بڑھ کر بلند ترین سطح پر جا پہنچا (**شکل 4.4**)۔ اس مجموعے میں ودہولڈنگ ٹیکسوں کا تقریباً 60 فیصد حصہ ہے (**شکل 4.5**)۔ براہِ راست

شکل 4.4: مجموعی وفاقی ٹیکسوں میں براہِ راست ٹیکسوں کا حصہ

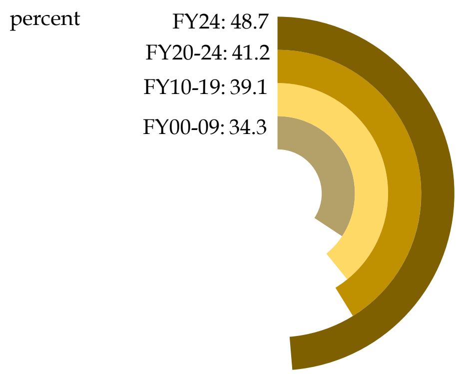

Source: Federal Bureau of Revenue

ٹیکسوں میں رضاکارانہ ادائیگیوں کا حصہ مالی سال 24ء کے دوران بڑھ گیا جس میں بینکوں کے ادا کردہ انکم ٹیکس کا بنیادی کردار ہے کیونکہ حالیہ برسوں میں بینکوں کا انکم ٹیکس خاصا بڑھ چکا ہے (**شکل 4.6**)۔ دریں اثنا، بالواسطہ ٹیکسوں میں نمو بڑھ کر 22.7 فیصد ہو گئی جو گذشتہ سال 0.9 فیصد رہی تھی۔

بلند شرحِ سود اور مہنگائی، اور پاکستانی روپے کی قدر میں کمی نے ٹیکس آمدنی میں نمو کے حصول میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آمدنی بڑھانے کے حکومتی اقدامات سے اقتصادی عوامل کے اثرات بڑھ گئے۔[15]

الف) اقتصادی عوامل

مالی سال 24ء کے دوران ایف بی آر کے ٹیکسوں میں اضافے میں بلند شرحِ سود کا خاصا حصہ رہا۔ اس کی عکاسی بینکوں کی طرف سے ادا کیے گئے انکم ٹیکس، اور اُن ودہولڈنگ ٹیکسوں سے ہوتی ہے جو بینک ڈپازٹس اور سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری سے لوگوں کی آمدنی پر وصول کیے گئے۔ مالی سال 24ء کے دوران بینکوں نے ریکارڈ منافع کمایا کیونکہ حکومت نے بلند شرحوں پر زیادہ قرض گیری کی جس کا نتیجہ خاصی بڑی ٹیکس ادائیگیوں کی صورت میں نکلا۔[16]

[15] یہ بات اجاگر کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ تمام عوامل، خواہ الگ الگ ہوں یا مجموعی طور پر، براہِ راست اور بالواسطہ ٹیکسوں کی تقریباً تمام اقسام میں نمو کا سبب بنے۔ تاہم ان ٹیکسوں کی وصولی پر بلحاظ جی ڈی پی اثرات الگ الگ رہے، اور خالص اضافہ معمولی رہا (**جدول 4.2**)

[16] بینکوں کی خالص سرمایہ کاری مالی سال 23ء میں 41.4 فیصد بڑھی تھی جبکہ مالی سال 22ء میں 26.4 فیصد اضافہ ہوا تھا، جس کا بڑا حصہ سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری کا ہے۔ ان کی مجموعی آمدنی میں خالص سودی آمدنی بطور فیصد مالی سال 22ء میں 79.8 فیصد تھی جو بڑھ کر مالی سال 23ء میں 82.9 فیصد کی نئی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔ ماخذ: مالی اصابت کے اظہاریے، بینک دولت پاکستان۔

ودہولڈنگ ٹیکسوں کے معاملے میں 'بینک منافع اور تمسکات' کی مد میں پہلے سے زیادہ وصولی کی وجہ یہ کہی جاسکتی ہے کہ لوگوں نے بینکوں میں اپنے منافع بخش اکاؤنٹس سے، نیز سرکاری تمسکات میں اپنی سرمایہ کاری پر پہلے سے زیادہ منافع کمایا۔ اس میں پرکشش منافع (قیمت کا اثر) کے علاوہ خطرے سے پاک سرکاری تمسکات میں سرمایہ لگانے کے بڑھتے ہوئے رجحان کے اثرات (حجم کا اثر) بھی دیکھے جاسکتے ہیں جس میں مہنگائی سے بچاؤ کی سوچ کارفرما ہوسکتی ہے۔[17] ماضی کے اعدادوشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب بلند شرحِ سود کا ماحول ہوتا ہے تو لوگ سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری پر مائل ہوتے ہیں (**شکل 4.7**)۔[18]

بلند مہنگائی اگرچہ گر رہی ہے تاہم مالی سال 24ء کے دوران وہ ٹیکس وصولی خصوصاً بالواسطہ ٹیکسوں کی وصولی میں بدستور حصہ دار رہی۔ مثال کے طور پر سیلز ٹیکس کی وصولی 26.8 فیصد بڑھ گئی جس کا تقریباً نصف حصہ بجلی کے نرخوں میں خفیف (insubstantial) اضافے کی بنا پر ہوا۔[19] اسی طرح شکر، سیمنٹ، سگریٹ، اور دیگر اشیا کی قیمتیں بڑھنے سے بھی سیلز ٹیکس اور فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کی وصولی بڑھ گئی۔ مزید برآں، غیر مالی فرموں کی نفع یابی بھی بہتر قیمتوں کے سبب، اور بعض صورتوں میں منافع کے خالص مارجن کے ذریعے بڑھ گئی۔[20] کارپوریٹ اداروں کا منافع بڑھنے سے بھی حصص یافتگان کو منافع منقسمہ کی ادائیگی بڑھ جاتی ہے، یوں ودہولڈنگ ٹیکس وصولی میں اضافہ ہوتا ہے۔[21]

آخری یہ کہ مالی سال 24ء کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں کمی، اور درآمدی حجم میں اضافے نے درآمد سے متعلق ٹیکسوں پر پست اکائی قدر کے اثرات کا ازالہ کرنے میں مدد دی۔[22] درآمدات جو ڈالر کے اعتبار سے 0.8 فیصد گر گئیں، پاکستانی روپے کے لحاظ سے 14.9 فیصد بڑھ گئیں۔[23] اس کے نتیجے میں درآمد کے مرحلے پر وصول کیے گئے ٹیکس 20.2 فیصد بڑھ گئے جو گذشتہ سال کم ہوئے تھے۔[24]

ب) ٹیکس اقدامات

محاصل کی وصولی کے اقدامات، جیسے شرح میں اضافہ اور ٹیکس کے بعض اخراجات کو معقول بنانا، پر حکومت کی جانب سے عملدرآمد کی بنا پر بھی مالی سال 24ء کے دوران ٹیکس وصولی میں اضافہ ہوا۔ براہِ راست ٹیکسوں کے معاملے میں ایک تبدیلی یہ کی گئی کہ سالانہ 150 ملین روپے سے زائد کمانے والے افراد پر سپر ٹیکس کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے اسے سب پر لاگو کر دیا گیا جس کا مقصد مساوی وصولی کو یقینی بنانا تھا۔[25، 26] مالی سال 23ء اور اس کے بعد کے لیے سپر ٹیکس کی بالائی حد بھی 4 فیصد سے بڑھا کر 10 فیصد کر دی گئی تھی۔[27] عام انکم ٹیکس نظام

[17] خطرے سے پاک سرمایہ کاری کے طریقوں کے بارے میں لوگوں کی آگاہی بڑھنے کے ساتھ ساتھ سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری بھی بڑھ رہی ہے۔

[18] مالی سال 23ء میں بینکوں میں صارفین کے نفع بخش ڈپازٹس (فکسڈ یا معینہ، بچت اور نفع بخش جاری کھاتے) 21.6 فیصد اضافے سے (گذشتہ 15 سال میں بلند ترین نمو) 16.4 ٹریلین روپے تک جا پہنچے جبکہ مالی سال 22ء میں 8.4 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ ماخذ: مالی اصابت کے اظہاریے، بینک دولت پاکستان۔

[19] بجلی کے نرخوں پر نظر ثانی سالانہ rebasing، نرخوں کی سہ ماہی ایڈجسٹمنٹ، اور ایندھن کی لاگت کی ایڈجسٹمنٹ کے ذریعے کی گئی (تفصیل کے لیے باب 3)۔

[20] اس کی عکاسی 2023ء میں کے ایس ای-100 کی 58 سرِفہرست کمپنیوں کی جانب سے کمائے گئے بعد از ٹیکس منافع سے ہوتی ہے جو 38 فیصد بڑھ گیا۔ ڈیٹا کا ماخذ: کے ایس ای-100 اشاریے کی نفع یابی 2023ء۔ فروری 2024ء۔ عارف حبیب لمیٹڈ، کراچی۔

[21] منافع منقسمہ سے ودہولڈنگ ٹیکس کی وصولی جولائی تا مارچ مالی سال 24ء کے دوران 65.5 فیصد اضافے سے 87.1 ارب روپے تک چلی گئی۔

[22] جولائی تا مارچ مالی سال 24ء کے دوران درآمدات کا مقداری اشاریہ 25.0 فیصد بڑھ گیا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 17.9 فیصد کم ہوگیا تھا۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

[23] ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

[24] ان ٹیکسوں میں کسٹم ڈیوٹیز، پیشگی انکم ٹیکس، اشیا پر سیلز ٹیکس، اور فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی شامل ہے۔

[25] قبل ازیں اس ٹیکس کا اطلاق صرف 16 اقسام کے کاروباری اداروں پر ہوتا تھا۔

[26] عارضی طور پر بے گھر ہونے والوں کی بحالی کی غرض سے سیکشن 4بی کے ذریعے سپر ٹیکس مالی سال 16ء میں بلند آمدنی والے افراد کی آمدنی پر 2 سے 4 فیصد تک لاگو کیا گیا تھا۔ بعد ازاں مالی سال 23ء میں سیکشن 4بی کی جگہ نیا سیکشن 4سی "بلند آمدن افراد پر سپر ٹیکس" لایا گیا۔ سیکشن 4سی کے تحت متعارف کرائے گئے نئے ٹیکس ریٹس کے بارے میں مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ کریں پاکستانی معیشت کی کیفیت، سالانہ رپورٹ مالی سال 23ء۔

[27] قبل ازیں فنانس ایکٹ 2022ء کے تحت مالی سال 22ء میں صرف اُن نان بینک فرموں اور مالی سال 23ء میں صرف اُن بینک فرموں پر 10 فیصد سپر ٹیکس نافذ کیا گیا تھا جن کی سالانہ آمدنی 300 ملین روپے سے زائد ہے۔ نان بینک فرموں پر مالی سال 23ء میں بالائی شرح 4 فیصد تک تھی۔ تاہم فنانس ایکٹ 2023ء کے تحت تمام متعلقین پر ایک فیصد سے 10 فیصد تک ریٹ لاگو کیے گئے۔

شکل 4.5: براہِ راست ٹیکسوں کے اہم اجزا کا حصہ

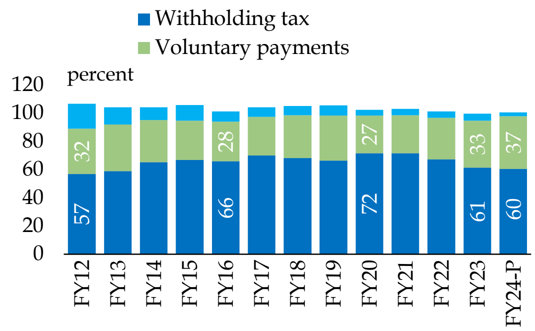

Note: These shares may add to more than 100 percent as these are calculated in relation to direct taxes net of refunds and other direct taxes.
Source: Ministry of Finance

کے ساتھ ساتھ یہ ٹیکس اور کارپوریٹ کے بھاری منافع کی وجہ سے براہِ راست ٹیکسوں کی وصولی میں بہت مدد ملی۔ ایک اور ردوبدل تنخواہ دار افراد اور غیر تنخواہ دار افراد اور تنظیموں (اے او پی ایس) کے انکم ٹیکس سلیب پر نظر ثانی ہے جس کا مقصد بتدریج اضافہ کرنا ہے۔ غیر تنخواہ دار افراد اور تنظیموں کے معاملے میں کم از کم حد بھی 0.4 ملین روپے سے بڑھا کر 0.6 ملین روپے کر دی گئی تاکہ وسیع فرق کو دور کرتے ہوئے انہیں بھی تنخواہ دار افراد کی حد کے برابر لایا جائے۔

مزید برآں، ودہولڈنگ ٹیکس کے مختلف ریٹس میں اضافے سے اس مد میں وصولی خاصی بڑھ گئی۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں: اشیا کے کاروباری درآمد کنندگان پر ودہولڈنگ ٹیکس 5.5 فیصد سے 6.0 فیصد کیا گیا، غیر منقولہ جائیداد کی خرید و فروخت پر بالترتیب 2 اور 3 فیصد اضافہ، [28] افراد، اے او پی، اور کمپنیوں کے لیے اشیا اور خدمات کے فروخت کے معاہدوں پر ٹیکس میں ایک سے 2 فیصد اضافہ، نان فائلر افراد کی طرف سے ایک دن میں 50 ہزار روپے سے زائد نقد رقم نکلوانے پر 0.6 فیصد ٹیکس کی بحالی۔

شکل 4.6: براہِ راست ٹیکسوں میں بینکوں کے انکم ٹیکس کا حصہ

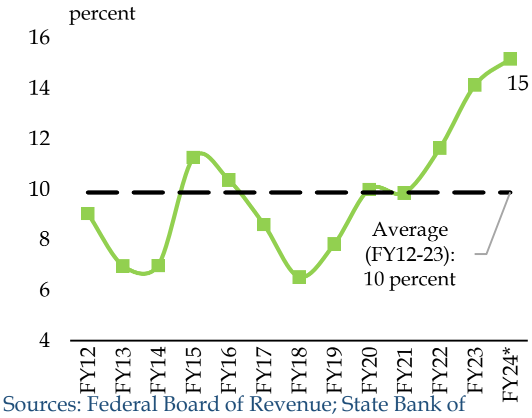

Sources: Federal Board of Revenue; State Bank of Pakistan

حکومت نے بالواسطہ ٹیکسوں، خصوصاً سیلز ٹیکس اور ایف ای ڈی سے متعلق بھی اقدامات کیے۔ اشیا پر سیلز ٹیکس کی معیاری شرح فروری 2023ء میں 17 فیصد سے بڑھا کر 18 فیصد کر دی گئی۔ اس کے علاوہ مقامی طور پر تیار کردہ کاروں، اور غیر ضروری اشیا کا احاطہ کرنے والی 800 سے زائد ٹیرف لائنز کی درآمد پر مارچ 2023ء میں سیلز ٹیکس 18 فیصد سے بڑھا کر 25 فیصد کر دیا گیا۔[29، 30] حکومت ٹیکس اخراجات میں معقولیت بھی لائی جس کے تحت اس نے مختلف اقسام کی اشیا کے سطح اول کے خردہ فروشوں کے لیے رعایتی جی ایس ٹی 12 فیصد سے بڑھا کر

شکل 4.7: غیر مسابقتی بولیاں اور شرحِ سود

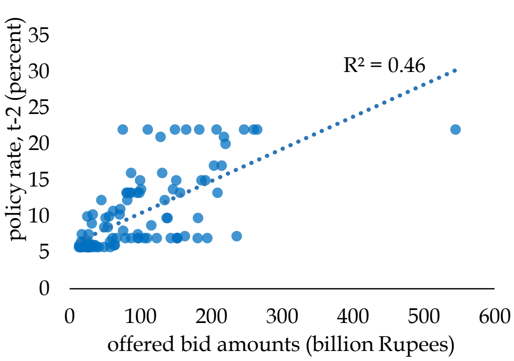

Note: The scatter plot refers to data spanning from July 2015 to June 2024
Source: State Bank of Pakistan

[28] ودہولڈنگ ٹیکس ایسے فروخت کاروں اور خریداروں پر مزید 200 فیصد اور 350 فیصد بالترتیب ہے جو نان فائلر ہوں۔

[29] ان اشیا میں دیگر چیزوں کے علاوہ مکمل ساختہ یونٹ کاریں اور آلات، کنفیکشنری، زیورات، مشروبات اور سوڈا واٹر شامل ہیں۔

[30] موٹر گاڑیوں پر بالترتیب ملک میں اور درآمدی مرحلے پر وصول کیا گیا سیلز ٹیکس مالی سال 24ء میں 161 فیصد اضافے سے 13.4 ارب روپے اور 45 فیصد اضافے سے 110.9 ارب روپے تک پہنچ گیا، اس سے قطع نظر کہ گاڑیوں کی فروخت میں کمی ہوئی۔

جدول 4.3: ٹیکس اخراجات بہ نسبت ایف بی آر کی حقیقی ٹیکس وصولی

مالیت ارب روپے

	ٹیکس اخراجات				حقیقی وصولی					
	مالیت		جی ڈی پی کا فیصد		مالیت			جی ڈی پی کا فیصد		
	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س24ء(ع)	م س22ء	م س23ء	م س24ء(ع)
براہِ راست ٹیکس	424	477	0.6	0.6	2,285	3,271	4,531	3.4	3.9	4.3
سیلز ٹیکس*	1,294	2,859	1.9	3.4	2,532	2,591	3,099	3.8	3.1	2.9
کسٹم	522	544	0.8	0.7	1,011	932	1,104	1.5	1.1	1.0
مجموعی گرانٹ	**2,240**	**3,879**	**3.4**	**4.6**	**6,148**	**7,164**	**9,311**	**9.2**	**8.5**	**8.8**

* خدمات کے ضمن میں ٹیکس اخراجات کا تخمینہ شامل نہیں ہے۔

ماخذ: ایف بی آر ٹیکس اخراجات کی رپورٹ 2024ء (تازہ ترین دستیاب)

15 فیصد کیا، اور ڈی اے پی کھاد پر 5 فیصد جی ایس ٹی نافذ کیا جو پہلے مستثنیٰ تھی۔[31] پھلوں کے شکر یلے مشروبات پر ایف ای ڈی دگنی کر کے 20 فیصد کر دی گئی جبکہ کھاد پر 5 فیصد نئی ڈیوٹی عائد کی گئی۔

اس سے قطع نظر، اس بات پر زور دینا مفید ہوگا کہ مالی سال 23ء کے ڈیٹا کی بنیاد پر مجموعی ٹیکس اخراجات جی ڈی پی کا 4.6 فیصد رہے جو مالی سال 22ء کے 3.4 فیصد سے زائد ہیں (**جدول 4.3**)۔ یہ اخراجات ہمسر ملکوں کی اوسط سے بھی زائد رہے۔[32] مزید برآں، امکان ہے کہ مالی سال 24ء کے دوران بھی یہ بلند رہے گا۔

[33]بلند ٹیکس اخراجات ٹیکس کے طریقوں کی کارکردگی کو متاثر کرتے ہیں۔ خصوصاً مالی سال 24ء کے دوران انہیں اشیا اور خدمات پر جی ایس ٹی کی کارکردگی میں آنے والی کمی میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، سی-کارکردگی کے تناسب (سی ای آر) میں گراوٹ اور ملک میں جی ایس ٹی کی موثر شرح زیادہ پست ہونے سے اس کی عکاسی ہوتی ہے (**باکس 4.2**)۔

باکس 4.2: سرمائے کی کارگزاری (C-efficiency) کا تناسب (سی ای آر) اور پاکستان میں مالی سال 24ء میں جی ایس ٹی کی موثر شرح

سرمائے کی کارگزاری دراصل معیاری جی ایس ٹی کی شرح اور حتمی کھپت کے حاصلِ ضرب کے ساتھ حقیقی سیلز ٹیکس محصولات کا تناسب ہے۔ پست تناسب عام طور پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ استثنیٰ اور رعایتی شرحوں کی وجہ سے یا ناکافی نفاذ کی وجہ سے اساس میں کمی ہے۔ اس کے برعکس 100 فیصد سے زائد تناسب کا مطلب ایک وسیع اساس پر یکساں شرح سے مکمل طور پر لاگو ویلیو ایڈڈ ٹیکس ہوتا ہے جس میں کوئی رعایت یا استثنیٰ نہ دیا گیا ہو۔ سرمائے کی کارگزاری کا تناسب زیادہ تر 100 فیصد سے کم ہے، کیونکہ ہر ملک کے ٹیکس ڈھانچے میں درحقیقت کچھ رعایتیں یا چھوٹ دی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر، غریب گھرانوں کے تحفظ کے لیے جی ایس ٹی کی اشیا میں سے بنیادی اشیائے خورد و نوش کا اخراج۔ مزید برآں نفاذ میں رکاوٹیں بھی ہیں، جو سی ای آر کو 100 فیصد سے نیچے رکھتی ہیں۔ نیوزی لینڈ دنیا میں سب سے زیادہ سی ای آر والے ملکوں میں سے ایک ہے جو تقریباً 90 فیصد ہے۔ اس کی مستثنیٰ اشیا میں صرف عطیے کا سامان اور خدمات، مالی خدمات، جرمانے کا سود، اور قیمتی دھاتوں کی فراہمی شامل ہیں۔

---

[31] رعایتی شرح حاصل کرنے والی اشیا میں تیار کپڑا، ٹیکسٹائل کی ملکی ساختہ تیار اشیا، ٹیکسٹائل سے بنی اشیا، چمڑا اور مصنوعی چمڑا، وغیرہ شامل ہیں۔

[32] نچلی متوسط آمدنی اور بالائی متوسط آمدنی والے ملکوں (ہر گروپ میں 27 ممالک) میں ٹیکس اخراجات جی ڈی پی کا بالترتیب 3.2 فیصد اور 3.7 فیصد ہیں۔ ماخذ: ٹیکس اخراجات کا گلوبل ڈیٹا بیس (جی ٹی ای ڈی) کی فلیگ شپ رپورٹ 2023ء،
gted.taxexpenditures.org/wp-content/uploads/2023/10/von-Haldenwang-et-al-2023-_-TEs-in-an-era-of-transformative-change.pdf

[33] مالی سال 24ء میں کیے گئے بعض بجٹ اقدامات سے مثلاً کھاد پر جی ایس ٹی کا نفاذ، اگرچہ رعایتی شرح پر، سیلز ٹیکس اخراجات میں کمی آسکتی ہے (ایف بی آر کی ٹیکس اخراجات کی رپورٹ برائے مالی سال 24ء اب تک دستیاب نہیں)، تاہم یہ اثر محدود ہوگا کیونکہ بہت سی دوسری رعایتیں اور استثنیٰ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران برقرار رہے، جن میں سب سے بڑی مثال پٹرولیم مصنوعات کا استثنیٰ ہے۔

شکل 4.2.1الف: پاکستان کے جی ایس ٹی کا سی ایفی شینسی ریشو

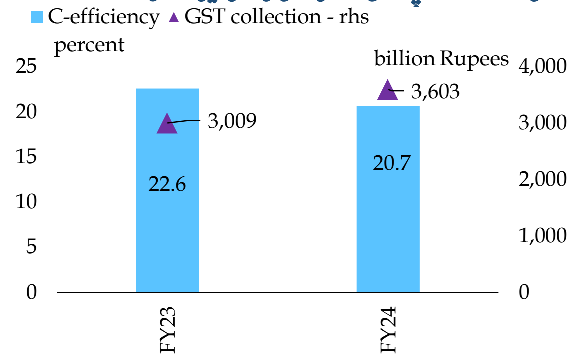

Note: 1) CER is calculated for GST on both goods & services. 2) GDP data used here is based on FY16 base
Sources: FBR, PBS, MoF and SBP staff calculations

شکل 4.2.1ب: پاکستان میں معیاری اور موثر جی ایس ٹی شرحیں

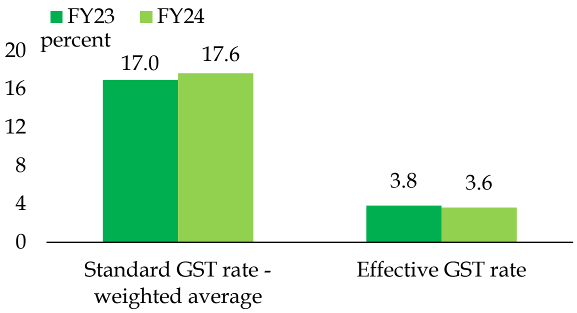

Note: 1) Standard GST is weighted average of GST on both goods & services across all tax jurisdictions. 2) Effective GST rate is calculated by assuming CER=1
Sources: FBR, MoF and SBP staff calculations

شکل 4.2.2: سی ایفی شینسی ریشو اور معیاری جی ایس ٹی شرحوں کا بین الملکی موازنہ

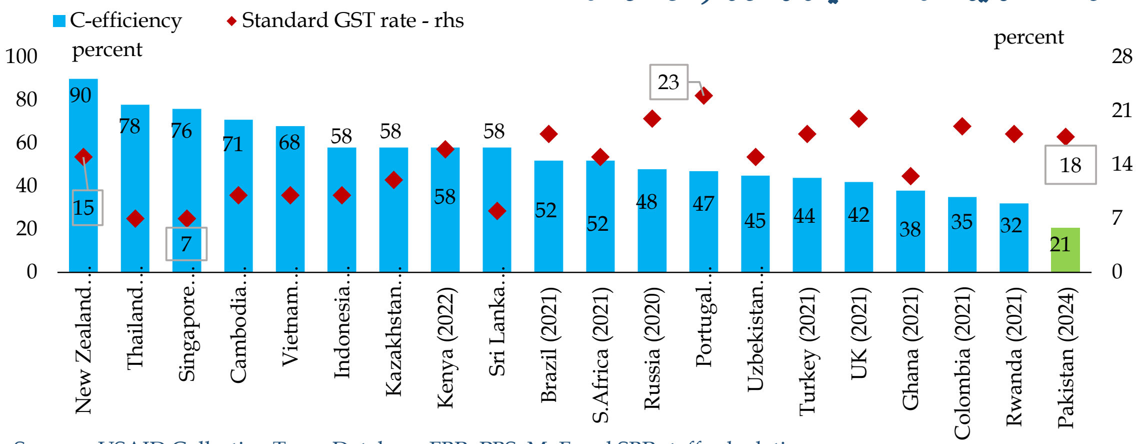

Sources: USAID Collecting Taxes Database, FBR, PBS, MoF and SBP staff calculations

پاکستان کے معاملے میں سی ای آر مالی سال 24ء میں 20.7 فیصد پر ہے، جو مالی سال 23ء کے 22.6 فیصد سے بھی کم ہے، جو جی ایس ٹی کی یافت کے بگاڑ کو ظاہر کرتا ہے (شکل 4.2.1الف)۔ کم سی ای آر کے نتیجے میں مؤثر جی ایس ٹی کی شرح مالی سال 24ء میں اشیا اور خدمات پر جی ایس ٹی کی اصل شرح کا صرف پانچواں حصہ تھی (**شکل 4.2.1ب**)۔ دوسری طرف، کم سی ای آر اور موثر شرح کا مطلب یہ ہے کہ ٹیکس کی کم ہوتی ہوئی بنیاد پر اشیا اور خدمات پر جی ایس ٹی کا اطلاق ہو رہا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ نفاذ اور تعمیل میں فرق ہے۔ اگرچہ حکومت نے فنانس ایکٹ 2023ء میں بنیاد کو وسیع کرنے کے لیے کچھ اصلاحات کیں تاہم یہ واضح طور پر ناکافی رہیں۔

فنانس ایکٹ 2024ء میں ایک حوصلہ افزا پیش رفت یہ ہے کہ حکومت نے ٹیکس کی بنیاد کو وسیع کرنے کے لیے سیلز ٹیکس کے اخراجات کو معقول بنانے کے مزید اقدامات کیے۔[34] تاہم، ٹیکس کے بوجھ اور تعمیل کے تناظر میں اشیا اور خدمات پر جی ایس ٹی کی بلند معیاری شرحیں اب بھی تشویش کا باعث ہیں۔ بہترین بین الاقوامی طریقوں کی پیروی میں مثال کے طور پر نیوزی لینڈ حکومت زیادہ پیداوار کے لیے وسیع البنیاد، یکساں اور کم سیلز ٹیکس کو لاگو کرنے اور مناسب طریقے سے نافذ کرنے پر غور کر سکتی ہے۔ اس تناظر میں، یہ دیکھا گیا ہے کہ زیادہ سی ای آر والے ممالک میں جی ایس ٹی کی شرح کم ہوتی ہے (**شکل 4.2.2**)۔[35، 36]

پاکستان میں وصولیوں پر سی ای آر کے اثرات کے حساسیت کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ اگر ٹیکس گزاروں کی تعداد بڑھا کر اور بہتر طریقے سے نفاذ کر کے سی ای آر کو بہتر بنایا جائے تو محصولات کی وصولی بڑھ سکتی ہے (**جدول 4.2.1**)۔ اس صورت میں اشیا اور خدمات پر جی ایس ٹی کی شرح خواہ یکساں رکھی جائے اور اسے کم کر کے مثال کے طور پر 13 فیصد یا 15 فیصد تک لایا جائے تو پاکستان موجودہ سطح سے کم از کم 1.5 گنا زیادہ وصول کر سکتا ہے اور سی ای آر کو بڑھا کر 5.4 ٹریلین روپے تک پہنچ سکتا ہے۔ ایک تحقیق میں سی ای آر اور جی ایس ٹی کی شرحیں ممالک کے منتخب گروپ (بالترتیب 52 فیصد اور 15 فیصد) کے متعلقہ وسطانیہ (median) کے برابر لائی گئیں تو پاکستان کی وصولی 2.1 گنا بڑھ کر 7.7 ٹریلین روپے ہوتی دیکھی گئی۔ اس تجزیے سے یہ بات عیاں ہوئی کہ ٹیکس کی بہتر کارگزاری سے نہ صرف محصولات کی وصولی میں اضافہ کیا جا سکتا ہے بلکہ اس طرح حکومت محصولات کے بلند اہداف پر سمجھوتہ کیے بغیر یکساں جی ایس ٹی ریٹ بھی کم کر سکتی ہے۔

جدول 4.2.1: سی ای آر اور معیاری جی ایس ٹی شرح بدلنے سے محاصل کی وصولی پر اثرات

جی ایس ٹی کی وصولی کے متبادل منظرنامے-ارب روپے				
		سی ای آر (فیصد)		
		21	42	52
جی ایس ٹی کی شرح (فیصد)	17.6	3,603 (موجودہ منظرنامہ)	7,302	9,041
	15	3,063	6,223	7,705
	13	2,654	5,393	6,678
جی ایس ٹی وصولی کے اثرات–موجودہ وصولی کے ملٹی پلز				
		سی ای آر (فیصد)		
		21	42	52
جی ایس ٹی کی شرح (فیصد)	17.6	(موجودہ منظرنامہ) (سی)	* 2.0 سی	* 2.5 سی
	15	* 0.8 سی	* 1.7 سی	* 2.1 سی
	13	* 0.7 سی	* 1.5 سی	* 1.9 سی

نوٹ: 1) حساسیت کا تجزیہ 98,782 ارب روپے (م س 24ء) کے صرفے پر کیا گیا ہے، 2) 52 فیصد سی ای آر اور 15 فیصد جی ایس ٹی شرح دراصل شکل 4.2.2 میں منتخب ملکوں کے گروپ میں وسطانیے ہیں۔
ماخذ: ایف بی آر، پاکستان دفتر شماریات، یو ایس ایڈ، اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کے تخمینے

صوبائی ٹیکس

جی ڈی پی میں صوبائی ٹیکس محاصل کا تناسب مالی سال 24ء کے دوران کم ہو کر 0.7 فیصد رہ گیا جو گذشتہ سال کے دوران 0.8 فیصد تھا (**جدول 4.2**)۔ حالانکہ نامیہ لحاظ سے نمو میں تیزی آئی تھی اور وہ گذشتہ سال کی نسبت تقریباً تین گنا بڑھ کر 19.2 فیصد ہو گئی تھی۔ اس نمو میں بڑا حصہ بالواسطہ ٹیکسوں کا تھا جس میں خدمات پر سیلز ٹیکس اور چند دوسرے بالواسطہ ٹیکس شامل تھے جیسے انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس۔[37]

شکل 4.8: مجموعی نان ٹیکس محاصل کی تفصیلات

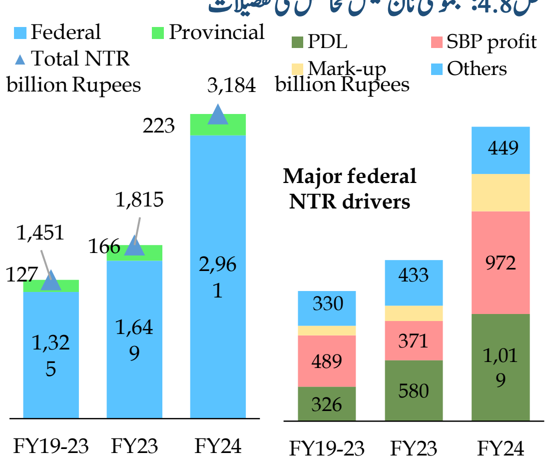

Source: Ministry of Finance

[34] ان میں سے کچھ میں شامل ہیں: صفر درجہ بندی کی واپسی اور اسٹیشنری اشیاء، ٹریکٹرز، آئل کیک اور دیگر ٹھوس باقیات، فارم فیڈ کی مقامی فراہمی، اور دیگر پر چھوٹ؛ اس طرح کی اشیاء پر اب 10 فیصد کی کم شرح سے ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔ مزید برآں، افغانستان سے خوردنی پھلوں اور سبزیوں کی درآمد پر استثنٰی ختم کر دیا گیا ہے، کیونکہ یہ اب معیاری 18 فیصد کی شرح سے مشروط ہیں۔ اسی طرح دودھ کو معیاری جی ایس ٹی نظام کے تحت لایا گیا ہے۔ مزید برآں، سی ای آر پر ان اقدامات کے اثرات، جی ایس ٹی کی موثر شرح، اور جی ایس ٹی کی وصولیوں کا اندازہ م س 25ء کے آخر تک کیا جائے گا۔

[35] تاہم، یہ تمام معاملات میں ایک اصول کے طور پر نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔

[36] بلند سی ای آر کا مطلب ہے ٹیکس کی وسیع تر بنیاد اور بہتر نفاذ / تعمیل۔ اقتصادی لٹریچر میں وسیع تر بنیاد، ٹیکس کی کم شرح کے نظام کی حمایت پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر: 1 او ای سی ڈی (2010)، ایک وسیع بنیاد کا انتخاب - ٹیکس کی کم شرح لگانے کا طریقہ، او ای سی ڈی ٹیکس پالیسی اسٹڈیز، نمبر 19، پیرس: او ای سی ڈی پبلشنگ؛ 2) حزیمہ بخاری اور ڈاکٹر اکرام الحق (2016)، یکساں، کم شرح، وسیع اور قابلِ پیشگوئی ٹیکسز کی طرف، اسلام آباد: پرائم انسٹی ٹیوٹ

[37] انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس اشیا کی نقل و حمل اور ترسیل پر عائد کیا جاتا ہے تاکہ اس وزنی ٹریفک کے لیے درکار انفراسٹرکچر کو برقرار رکھنے اور اس کی مرمت، اور دیگر کاموں کے لیے استعمال کیا جائے۔

خدمات پر سیلز ٹیکس کو مہنگائی سے اسی طرح تقویت ملی جس طرح اشیا پر سیلز ٹیکس کو تقویت ملی۔[38] مثال کے طور پر مواصلاتی خدمات (کال اور انٹرنیٹ چارجز)، اور ہوٹلوں / ریستورانوں پر بیچی جانے والی تیار خوراک کی قیمتیں مالی سال 24ء کے دوران بالترتیب 7.8 فیصد اور 23.7 فیصد بڑھ گئیں۔ تاہم یہ بات اجاگر کی جائے کہ جی ڈی پی میں خدمات پر سیلز ٹیکس کا تناسب مسلسل چھٹے سال مالی سال 24ء کے دوران 0.5 فیصد پر جوں کا توں رہا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صوبائی حکومتیں اپنی آمدنی بڑھانے کی کوشش نہیں کر رہیں۔

ii۔نان ٹیکس محاصل

مالی سال 24ء کے دوران نان ٹیکس محاصل (این ٹی آر) 75.4 فیصد اضافے سے جی ڈی پی کے 3.0 فیصد تک بڑھ گئے جبکہ گذشتہ سال یہ 2.2 فیصد تھے (**جدول 4.2**)۔ جی ڈی پی میں تناسب میں یہ تمام اضافہ وفاقی ذرائع سے ہوا، جبکہ صوبائی وصولی جوں کی توں رہی۔ وفاقی نان ٹیکس محاصل میں اضافہ اسٹیٹ بینک کے منافع، پٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی کی وصولی، اور صوبوں اور سرکاری شعبے کے اداروں کو دیے گئے قرضوں پر وفاقی مارک اپ کی وصولیوں سے ہوا (**شکل 4.8**)۔

اسٹیٹ بینک کے منافع میں تیزی سے اضافے کی وجہ شرحِ مبادلہ بڑھنے کی بنا پر بازقدر پیمائی کا حصول اور خالص سودی آمدنی ہے جو بلند شرحِ سود پر کمرشل بینکوں میں سیالیت کے بڑے ادخال کے نتیجے میں خاصی بڑھ گئی۔[39] بلند شرحِ سود سے صوبوں اور سرکاری شعبے کے اداروں کو دیے گئے قرضوں پر وفاقی مارک اپ وصولیاں بھی بڑھ گئیں۔ دریں اثنا مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی کے دوران پیٹرول اور ڈیزل پر فی لیٹر 60 روپے لیوی کی نظر ثانی کے بعد پی ڈی ایل کی وصولی میں گذشتہ سال کی رفتار برقرار رہی۔[40] قیمتوں میں اضافے کے اثرات اتنے زیادہ تھے کہ انہوں نے زیرِ جائزہ عرصے کے دوران پٹرولیم مصنوعات کی فروخت کا حجم پست رہنے سے ہونے والی کمی کو پورا کر دیا۔[41]

وفاقی این ٹی آر کے برعکس صوبائی این ٹی آر جی ڈی پی کے 0.2 فیصد پر تقریباً جوں کے توں رہے، اگرچہ مالی سال 24ء کے دوران ان میں 34.5 فیصد کی معقول نمو ہوئی۔ اس نمو کی وجہ صوبوں کی جانب سے غیر معمولی زائد وصولیاں اور خالص آبی منافع (این ایچ پی) ہے۔[42]

4.3 اخراجات

مجموعی اخراجات مالی سال 24ء کے دوران معمولی سی کمی سے جی ڈی پی کا 19.5 فیصد رہ گئے جو گذشتہ سال اس کا 19.6 فیصد تھے (**جدول 4.4**)۔ یہ بنیادی طور پر غیر سودی اخراجات کی بنا پر ہوا جبکہ مارک اپ ادائیگیاں بلند شرح سود اور قرضوں کے اسٹاک، دونوں کی وجہ سے خاصی بڑھ گئیں۔ غیر سودی اخراجات کے تمام اجزا میں بلحاظ جی ڈی پی یا تو کمی آئی یا پھر وہ جامد رہے۔ دوسری جانب، سودی ادائیگیاں بدستور بڑھتی رہیں، جس سے مالیاتی رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔

غیر سودی اخراجات

غیر سودی اخراجات اگرچہ مالی سال 24ء کے دوران 16.7 فیصد بڑھے جو گذشتہ سال 7.1 فیصد بڑھے تھے، تاہم جی ڈی پی کے اعتبار سے ان میں ایک فیصدی درجے کی کمی آئی (**جدول 4.4**)۔ یہ کمی زرِاعانت، ترقیاتی اخراجات، دفاعی امور، اور صوبائی اخراجاتِ جاریہ میں ہوئی جبکہ گرانٹ، پنشن، اور سول حکومت چلانے کے اخراجات جی ڈی پی کے اعتبار سے بدستور وہی رہے۔

---

[38] خدمات کی شرحِ گرانی مالی سال 24ء میں 16.5 فیصد رہی۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[39] سیالیت کے ادخال پر مزید تفصیل کے لیے باب 3، زری پالیسی اور مہنگائی۔

[40] پیٹرول پر پی ڈی ایل یکم جولائی 2023ء کو فی لٹر 50 روپے سے بڑھا کر 55 روپے، اور یکم ستمبر 2023ء کو 60 روپے کر دی گئی۔ اسی طرح ڈیزل پر پی ڈی ایل 16 اکتوبر 2023ء کو بڑھا کر 55 روپے، اور یکم نومبر 2023ء کو 60 روپے فی لٹر کر دی گئی۔ اس لیوی پر نظر ثانی کا تازہ ترین سلسلہ مالی سال 23ء کے آغاز میں شروع ہوا تھا۔

[41] پٹرولیم مصنوعات کی فروخت مالی سال 24ء کے 12 میں سے 8 مہینوں میں کم ہوئی، جبکہ پورے سال کی فروخت کا حجم گذشتہ سال کی نسبت 3.5 فیصد کم رہا۔

[42] غیر معمولی وصولیوں میں اقوام متحدہ کی جانب سے دنیا بھر میں قیامِ امن مشنوں میں پاکستانی دستوں کی خدمات کے عوض ملنے والی رقوم شامل ہیں۔

جدول 4.4: مجموعی اخراجات کی تفصیلات

	مالیت (ارب روپے)			جی ڈی پی کا فیصد			نمو (فیصد)		
	م س19ء تا 23ء کی اوسط	م س23ء	م س24ء	م س19ء تا 23ء کی اوسط	م س 23ء	م س 24ء	م س19ء تا 23ء کی اوسط	م س23ء	م س24ء
مجموعی اخراجات	11,608	16,401	20,649	19.5	19.6	19.5	17.3	24.4	25.9
1۔ اخراجاتِ جاریہ (الف+ب)	10,138	14,448	18,571	17.0	17.2	17.5	20.0	25.4	28.5
(الف) وفاقی	7,239	10,785	13,970	12.0	12.9	13.2	23.7	29.1	29.5
مارک اپ ادائیگیاں	3,268	5,696	8,160	5.4	6.8	7.7	32.9	79.0	43.3
ملکی	2,912	5,071	7,164	4.8	6.0	6.8	33.0	79.3	41.3
بیرونی	383	760	996	0.6	0.9	0.9	42.2	114.7	31.1
دفاعی امور اور خدمات	1,335	1,586	1,859	2.3	1.9	1.8	9.0	12.3	17.2
پنشن	498	666	808	0.8	0.8	0.8	15.2	23.0	21.2
سول حکومت کے اخراجات	544	634	784	0.9	0.8	0.7	8.5	16.0	23.7
زرِاعانت	718	1,080	1,067	1.1	1.3	1.0	80.8	-29.4	-1.2
دیگر کو گرانٹ	850	988	1,292	1.4	1.2	1.2	25.9	-13.5	30.8
(ب) صوبائی	2,926	3,798	4,601	5.0	4.5	4.3	13.0	19.9	21.1
2۔ ترقیاتی اخراجات / خالص قرض گاری (ج+د)	1,470	1,953	2,078	2.5	2.3	2.0	5.4	17.8	6.4
(ج) مجموعی ترقیاتی اخراجات	1,416	1,893	2,027	2.4	2.3	1.9	5.5	17.1	7.1
پی ایس ڈی پی	1,364	1,893	2,027	2.3	2.3	1.9	7.8	17.1	7.1
وفاقی*	493	652	635	0.9	0.8	0.6	5.6	62.8	-2.6
صوبائی	871	1,241	1,392	1.4	1.5	1.3	12.8	2.0	12.1
(د) سرکاری شعبے کے اداروں کو خالص قرض گاری	53	59.9	52	0.1	0.1	0.0	17.3	48.3	-13.7
یادداشتی اجزا:									
غیر سودی اخراجات (خالص)	8,340	10,704.8	12,490	14.1	12.8	11.8	12.7	7.1	16.7
جی ڈی پی	59,542	83,875.0	106,045	-	-	-	16.6	25.8	26.4

نوٹ: ایف بی آر اور وزارتِ خزانہ کے ٹیکس محاصل کے اعداد و شمار مختلف ہو سکتے ہیں

ماخذ: وزارتِ خزانہ، اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کے تخمینے

زرِ اعانت کا مجموعی اجرا مالی سال 24ء کے دوران معمولی سا 1.2 فیصد کم ہو کر 1.1 ٹریلین روپے رہ گیا، جبکہ بجلی سے ہٹ کر دیگر زرِ اعانت کی رقم میں کمی نے بجلی پر زرِ اعانت میں معمولی اضافے کا ازالہ کر دیا۔ مالی سال 24ء کے دوران زرِ اعانت جی ڈی پی کا 1.0 فیصد رہی، اس میں خاصی کمی آچکی ہے کیونکہ یہ مالی سال 22ء کے دوران بلند ترین سطح 2.3 فیصد پر تھی جبکہ گذشتہ مالی سال 1.3 فیصد تھی۔ اگرچہ اب بھی یہ زائد ہے اور مالی سال 17ء تا مالی سال 21ء کی اوسط یعنی 0.5 فیصد سے بلند ہے تاہم اس کے پھیلاؤ کو مالی سال 24ء میں مسلسل دوسرے سال روک کے رکھنا حوصلہ افزا ہے۔

بجلی سے ہٹ کر دیگر زرِ اعانت کی رقم مجموعی زرِ اعانت کا تقریباً 16 فیصد ہے، یہ مالی سال 23ء کے دوران 210 ارب روپے سے کم ہوئی اور مالی سال 24ء کے دوران مزید گر کر 174 ارب روپے رہ گئی، جس کی اہم وجہ پٹرولیم پر زرِ اعانت کم ہونا ہے۔ گذشتہ سال کے برعکس اس سال پاکستان اسٹیٹ آئل کے ایف ای-25 قرضوں پر مبادلہ کے نقصانات کے سبب رقم جاری نہیں کی گئی، چنانچہ پٹرولیم پر زرِ اعانت کو قابو میں رکھنے میں مدد ملی۔ ممکن ہے کہ اس کا سبب گذشتہ مالی سال کے مقابلے میں مالی سال 24ء کے دوران شرحِ مبادلہ میں نسبتاً کم تغیر

ہو۔[43] مزید برآں، شعبہ توانائی کو زرِ اعانت پر نظر ثانی شدہ پالیسی کے تحت حکومت نے صنعتی شعبے کو گیس پر زرِ اعانت روک دی۔[44]

بجلی سے ہٹ کر دیگر زرِ اعانت کے برعکس بجلی پر زرِ اعانت بڑھ گئی۔ مالی سال 23ء میں بجلی کو 870 ارب روپے زرِ اعانت دی گئی جو مالی سال 24ء کے دوران 2.6 فیصد اضافے سے 893 ارب روپے ہوگئی (**جدول 4.5**)۔ مجموعی زرِ اعانت میں بجلی پر زرِ اعانت کا تناسب مزید بڑھ گیا جو قلیل وسائل میں بدستور ایک چیلنج بنا ہوا ہے۔ بجلی پر زرِ اعانت کی تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ آئی پی پیز کو کی گئی ادائیگیاں اہم سبب تھا۔ بجٹ کے ہدف کے تحت یہ ادائیگیاں گردشی قرضے کے بندوبست برائے مالی سال 24ء کا حصہ تھا جس کے تحت حکومت پر لازم تھا کہ وہ گردشی قرضہ جمع ہونے سے روکنے کی خاطر ہر سال بجٹ میں بجلی ساز اداروں کے لیے زرِ اعانت مختص کرے اور ساتھ ساتھ بجلی کے نرخ باقاعدگی سے بڑھاتی رہے۔

نیز، حکومت نے بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں کو 562 ارب روپے کی زرِ اعانت دی۔ خاص طور پر کے-الیکٹرک کو نرخوں میں یکساں ایڈجسٹمنٹ کے سبب 298 ارب روپے ملے جو گذشتہ سال سے 11.7 فیصد زائد ہے۔[45] علاوہ ازیں حکومت نے بجٹ سے الگ زرِ اعانت بھی دی جو بجٹ کے تحت زرِ اعانت کا 14 فیصد تھا۔[46] ان میں سب سے بڑی ٹیرف کے تفاوت کی زرِ اعانت 105 ارب روپے تھی جو آزاد جموں و کشمیر کو دی گئی۔ دوسری جانب، زرِ اعانت کو معقول بنانے کی غرض سے حکومت نے زیرو ریٹڈ (برآمداتی) صنعتوں کی بجلی کی زرِ اعانت ختم کر دی جو مالی سال 23ء میں تقریباً 80 ارب روپے لے چکی تھیں، جو اُس سال کے بجٹ میں زرِ اعانت کی رقم سے چار گنا زائد تھی۔[47]

جدول 4.5: زرِ اعانت کی تفصیلات

تخمینے، مالیتیں اور فرق ارب روپے میں

	بجٹ تخمینے		حقیقی مالیت		فرق
	م س23ء	م س24ء	م س23ء	م س24ء	م س24ء
مجموعہ	**664**	**1,064**	**1,080**	**1,067**	**-13**
بجلی پر زرِ اعانت	**535**	**894**	**870**	**893**	**23**
آئی پی پیز	180	262	93	262	169
کے-الیکٹرک (ٹی ڈی ایس)	60	171	267	298	31
آزاد جموں و کشمیر (ٹی ڈی ایس)	-	-	-	105	105
انٹر-ڈسکو (ٹی ڈی ایس)	225	150	213	149	-64
کے-الیکٹرک برائے آئی ایس پی	20	7.0	5.0	-	-5.0
صفر شرح والی صنعتیں	20	-	79	-	-79
پی ای آر ایف	-	48	53	30	-23
ٹیوب ویل	7.0	10	9.0	10	1.0
زرِ اعانت ماسوائے بجلی	**129**	**170**	**210**	**174**	**-36**
پیٹرولیم	**71**	**51**	**128**	**51**	**-77**
مبادلہ کے نقصانات (پی ایس او)	-	-	35	-	-35
صنعت کو آر ایل این جی	-	-	31	1.0	-30
صنعت کو ایل این جی	40	-	6.5	-	-6.5
قرضے کی سہولت (کے پی سی)	-	-	27	-	-27
دیگر	**58**	**120**	**82**	**124**	**41**
کھاد کے کارخانے	15	25	15	25	10
این پی ایچ ایف ایس	1.0	12	8.0	23	15
یو ایس سی	17	35	33	35	1.8

نوٹ: ٹی ڈی ایس: ٹیرف کے تفرق پر زرِ اعانت، آئی ایس پی: صنعتی امداد کا پیکیج، پی ای آر ایف: پاکستان انرجی ریوالونگ فنڈ، پی ایس او: پاکستان اسٹیٹ آئل، کے پی سی: کویت پیٹرولیم کارپوریشن، این پی ایچ ایف ایس: نیا پاکستان ہاؤسنگ فنانس اسکیم، یو ایس سی: یوٹیلٹی اسٹورز کارپوریشن

ماخذ: وزارتِ خزانہ

43 پاکستانی روپے کی قدر مالی سال 23ء کے برعکس 7 ستمبر 2023ء تا 30 جون 2024ء بڑھ گئی۔ ماخذ: بینک دولت پاکستان

44 صنعتوں کو ایل این جی کی فراہمی پر گذشتہ سال 6.5 ارب روپے زرِ اعانت دی گئی جبکہ مالی سال 24ء کے دوران بالکل نہیں دی گئی۔ نیز، زیرِ جائزہ عرصے میں صنعتوں کو آر ایل این جی پر زرِ اعانت صرف 730 ملین روپے دی گئی جو گذشتہ سال 31.1 ارب روپے تھی۔

45 کے-الیکٹرک اور تمام XWDISCOS پر نرخوں کا یکساں اطلاق یقینی بنانے کے لیے حکومت کے-الیکٹرک کی آمدنی کی ضروریات کی بنیاد پر اس کے ٹیرف اور نیپرا کی جانب سے XWDISCOS کے لیے مقرر کردہ ٹیرف کے مابین مثبت تفاوت (differential) معلوم کرتی ہے۔

46 بجٹ سے الگ زرِ اعانت کا مطلب وہ زرِ اعانت ہے جس کے لیے مالی سال 24ء کے وفاقی بجٹ میں وسائل مختص نہیں کیے گئے تھے تاہم دورانِ سال اسے بہر حال جاری کیا گیا۔

47 اگرچہ اس کے نتیجے میں مالی سال 24ء میں بجلی پر زرِ اعانت میں کمی نہیں آئی تاہم زرِ اعانت کے اخراجات کو معقول بنانے کے تناظر میں بہر حال یہ ایک مثبت پیش رفت تھی۔

ترقیاتی اخراجات کے ضمن میں قومی پی ایس ڈی پی، وفاقی اور صوبائی دونوں، گذشتہ سال کی نسبت بڑے فرق سے اپنا ہدف پورا نہ کرسکا (**شکل 4.9**)۔ وفاقی پی ایس ڈی پی میں کمی، جبکہ گذشتہ سال مضبوط نمو ہوئی تھی، اس مظہر کی وضاحت کرتی ہے۔ بجٹ کے استعمال کے لحاظ سے وفاقی حکومت نے سال کی مختص رقم کا جولائی تا اپریل مالی سال 24ء کے دوران صرف 72.8 فیصد خرچ کیا جبکہ گذشتہ سال کے اسی عرصے میں یہ تناسب 98.5 فیصد رہا تھا۔[48،49]

اس کا سبب محدود مالیاتی گنجائش ہو سکتی ہے جو بڑھتی ہوئی سودی ادائیگیوں سے گھٹتی جا رہی تھی۔ مزید بر آں، نگراں وفاقی حکومت کے ساتھ ساتھ صوبائی حکومتوں کی معمول سے زیادہ طوالت کے پیشِ نظر اختیارات کے استعمال میں سست روی آئی چنانچہ ترقیاتی منصوبوں کے لیے رقوم کا اجرا بھی سست پڑا۔[50] حکومت کی جانب سے نئے منصوبوں کے بجائے تکمیل کے قریب جاری قومی منصوبوں کو ترجیح دینے سے اس بات کی عکاسی ہوتی ہے، خاص طور پر توانائی، ٹرانسپورٹ اور مواصلات، آبی وسائل، اور فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ کے انفراسٹرکچر کے منصوبے۔[51]

شکل 4.9: پی ایس ڈی پی کے حقیقی اخراجات، بجٹ تخمینوں کا بطور فیصد

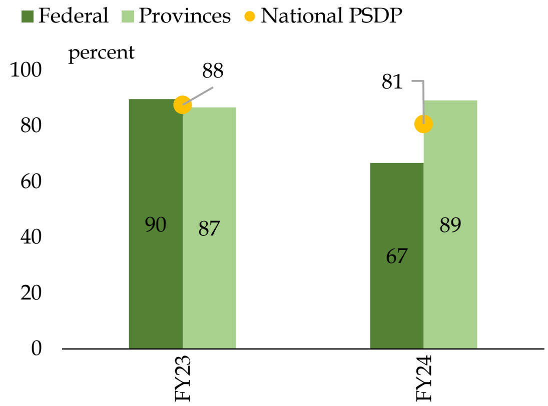

Source: Ministry of Finance

وفاقی رجحان کے مطابق صوبائی پی ایس ڈی پی میں بھی جی ڈی پی کے لحاظ سے کمی درج کی گئی، حالانکہ گذشتہ سال کے 2.0 فیصد کے مقابلے میں 12.1 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ سندھ اس معاملے میں آگے تھا، اس کے بعد بلوچستان اور خیبر پختونخوا رہے، جبکہ پنجاب میں ترقیاتی اخراجات میں کمی دیکھی گئی۔ سندھ کے ترقیاتی اخراجات مالی سال 23ء کے مقابلے میں 49 فیصد زیادہ تھے، جس کا جزوی سبب

شکل 4.10الف: صوبوں کے اخراجاتِ جاریہ کی تفصیلات

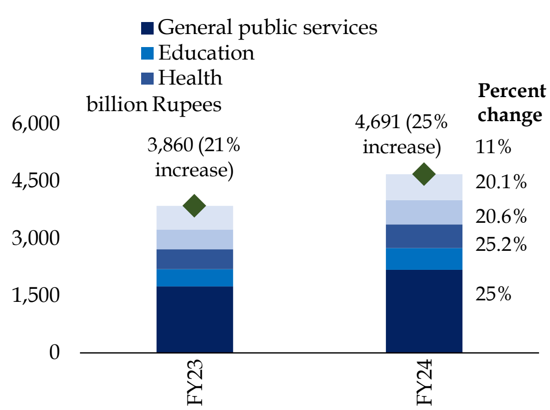

شکل 4.10ب: اخراجاتِ جاریہ بلحاظ صوبہ

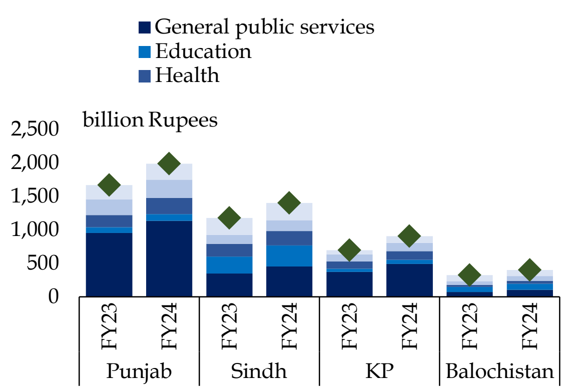

Source: Ministry of Finance

[48] ماخذ: پی ایس ڈی پی کا خلاصہ جولائی تا مئی 2024ء (تازہ ترین دستیاب)۔ وزارت منصوبہ بندی، ترقی اور خصوصی اقدامات۔

[49] یہ اعداد و شمار وزارتِ خزانہ کے پی ایس ڈی پی پر اخراجات کے مماثل یا مختلف ہو سکتے ہیں۔

[50] مالی سال 18ء میں، جو پچھلی بار انتخابی سال تھا، بجٹ کے ہدف کے مقابلے میں وفاقی ترقیاتی حقیقی اخراجات میں زبردست کمی آئی تھی: یعنی گذشتہ سال کے 91 فیصد کے مقابلے میں صرف 58 فیصد۔ اسی طرح، مالی سال 24ء میں یہ تناسب گذشتہ سال کے 90 فیصد کے مقابلے میں گر کر 67 فیصد رہ گیا۔ ڈیٹا ماخذ: مختلف بجٹوں کے خلاصے اور مالیاتی آپریشنز کی رپورٹس۔ وزارت خزانہ

[51] ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 24-2023ء

2022ء کا سیلاب تھا۔ سندھ نے سماجی تحفظ کے منصوبوں اور اقتصادی امور پر بالترتیب 74 فیصد اور 21 فیصد زائد رقم خرچ کی۔ سماجی تحفظ کے ترقیاتی منصوبوں میں سے ایک میں عالمی بینک کے تعاون سے سندھ میں سماجی تحفظ کی فراہمی کا نظام مضبوط بنانا شامل ہے۔[52]

صوبائی اخراجاتِ جاریہ کے معاملے میں جی ڈی پی کے لحاظ سے کمی آئی حالانکہ نامیہ اعتبار سے معقول اضافہ ہوا تھا۔ اس نمو میں بیشتر حصہ عمومی سرکاری خدمات کا تھا، جس کے بعد امنِ عامہ اور تحفظ، صحت اور تعلیم کی باری تھی (**شکل 4.10الف اور 4.10ب**)۔

غیر سودی اخراجات کا ایک اور بڑا جز وفاقی گرانٹس ہیں جو مالی سال 24ء میں 30.8 فیصد اضافے کے باوجود بلحاظ جی ڈی پی 1.2 فیصد پر برقرار رہیں، جبکہ گذشتہ سال کمی ہوئی تھی۔ اس کا سبب سرکاری شعبے کے اداروں، بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام، اور ترسیلات زر کے لیے ٹی ٹی چارجز کی ادائیگی کو قرار دیا جا سکتا ہے۔ بی آئی ایس پی کے سماجی نیٹ ورک کو وسیع کیا جارہا ہے، اس کے ہمراہ مختص بجٹ میں بھی اضافہ کیا گیا ہے جس سے بی آئی ایس پی کی زائد ادائیگیوں کی وضاحت ہوتی ہے۔[53] دریں اثنا ٹی ٹی چارجز، جس کا مقصد ترسیلاتِ زر کی باضابطہ آمد کو ترغیب دینا ہے، کی ادائیگی کے سلسلے میں گرانٹ، سعودی عرب سے زیادہ ترسیلات (حجم کا اثر) کے بعد بڑھ گئی۔ اسی سلسلے میں، اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے بھی ستمبر 2024ء میں سعودی عرب سے رقوم کی آمد پر ادائیگی کی شرح 20 سعودی ریال سے بڑھا کر 30 سعودی ریال کر دی تھی (قیمت کا اثر)۔[54]

جدول 4.6: مارک اپ ادائیگیاں بطور فیصد اہم مالیاتی متغیرات اور جی ڈی پی

	م س19ء تا23ء کی اوسط	م س22ء	م س23ء	م س23ء
مجموعی اخراجات	27	24	35	40
اخراجاتِ جاریہ	31	28	39	44
پی ایس ڈی پی	234	197	301	403
غیر سودی اخراجات	38	32	53	65
مجموعی محاصل	45	40	59	61
ایف بی آر ٹیکس	62	52	79	88
خالص ایف بی آر ٹیکس*	155	125	193	202
جی ڈی پی	5.4	4.8	6.8	7.7

* ایف بی آر ٹیکس محاصل کو صوبوں کو این ایف سی کی منتقلیوں سے ایڈجسٹ کیا گیا ہے

ماخذ: وزارتِ خزانہ، اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کے تخمینے

سودی اخراجات

سودی اخراجات 43.3 فیصد بڑھ کر 8.2 ٹریلین روپے تک پہنچ گئے، جو گذشتہ سال 5.7 ٹریلین روپے تھے، جس کی وجہ سے بلحاظ جی ڈی پی کافی اضافہ ہو گیا

شکل 4.11: صحت اور تعلیم پر صوبوں کے مجموعی اخراجات اور سودی اخراجات کا باہمی تناسب

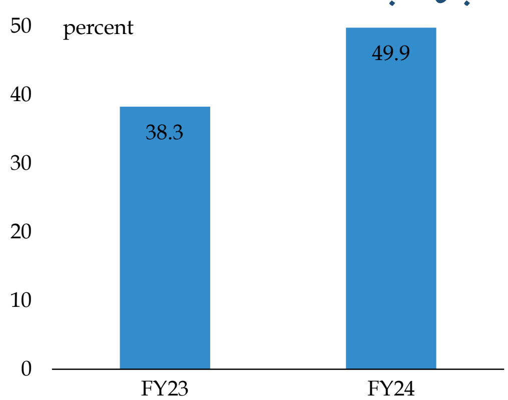

Source: Ministry of Finance

[52] یہ عالمی بینک اور حکومت سندھ کے فنڈ سے پانچ سالہ مشروط کیش ٹرانسفرز (سی سی ٹی) پروگرام ہے، جو صوبے میں سیلاب سے متاثرہ تمام یونین کونسلوں کے 65 فیصد کا احاطہ کرتا ہے تاکہ سیلاب کے اثرات، خاص طور پر خوراک کی قلت، اور زری رکاوٹوں کو دور کرنے میں مدد مل سکے۔ ماں اور بچوں کی صحت کی خدمات کا استعمال۔ مزید تفصیلات کے لیے، ملاحظہ کریں:
https://www.worldbank.org/en/news/factsheet/2022/12/19/factsheet-strengthening-social-protection-delivery-system-in-sindh

[53] اس پروگرام سے مستفید ہونے والے اہل خاندانوں کی تعداد 2022ء میں 7.6 ملین تھی جو 2023ء میں بڑھ کر 9.0 ملین ہوگئی۔ بے نظیر کفالت پروگرام کے تحت سہ ماہی وظیفہ 25 فیصد اضافے سے 8,750 روپے فی خاندان ہو گیا۔ اسی طرح، بینظیر تعلیمی وظائف حاصل کرنے والے بچوں کی تعداد 2022ء میں 2.6 ملین تھی جو تقریباً تین گنا بڑھ کر 2023ء میں 7.52 ملین ہوگئی۔ ماخذ: بی آئی ایس پی کی پریس ریلیز 2 اگست 2024ء،
https://bisp.gov.pk/SiteImage/Misc/files/Aug%202%2c%2024.pdf

[54] ماخذ: ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 14 برائے 2023ء، بتاریخ 21 ستمبر 2024ء (30 دن بعد اطلاق ہوا)۔
https://www.sbp.org.pk/epd/2023/FECL14.htm

(**جدول 4.4**)۔ نتیجتاً، مالی سال 24ء کے دوران بڑے مالیاتی متغیرات کے فیصد کے طور پر مارک اپ ادائیگیوں میں خاصا اضافہ ہوا (**جدول 4.5**)۔ سود کی ادائیگیاں ایف بی آر کے ٹیکس محاصل کا 202 فیصد بنتی ہے، جنھیں صوبوں کو نیشنل فنانس کمیشن کی منتقلیوں سے ایڈجسٹ کیا جاتا ہے۔ نیز، سود کی ادائیگیاں صحت اور تعلیم پر صوبائی اخراجات سے تقریباً 50 گنا زائد تھیں (**شکل 4.11**)۔ یہ رجحانات حالیہ برسوں میں بڑے مالیاتی خسارے کے ساتھ ساتھ بلند شرح سود کی وجہ سے سرکاری قرضے اکٹھا ہونے کی عکاسی کرتے ہیں۔[55]

اگرچہ مالی سال 24ء میں سودی ادائیگیوں میں نمو کم ہوئی تاہم یہ اب بھی کافی زیادہ ہے۔ اس معمولی کمی کا جزوی ثبوت سود کی ملکی ادائیگیوں میں سست روی ہے کیونکہ پالیسی شرح بلند رہنے کے باوجود سال کے دوران تقریباً برقرار ہی رہی (**شکل 4.12 الف**)۔[56] مزید برآں، غیر ملکی مارک اپ ادائیگیوں کی رفتار میں بھی کمی آئی، کیونکہ پاکستانی روپے میں نسبتاً استحکام آیا، خاص طور پر مالی سال 24ء کی دوسری ششماہی تک (**شکل 4.12 ب**)۔

شکل 4.12 الف: ملکی سودی ادائیگیوں میں نمو میں حصہ داری کا تخمینہ

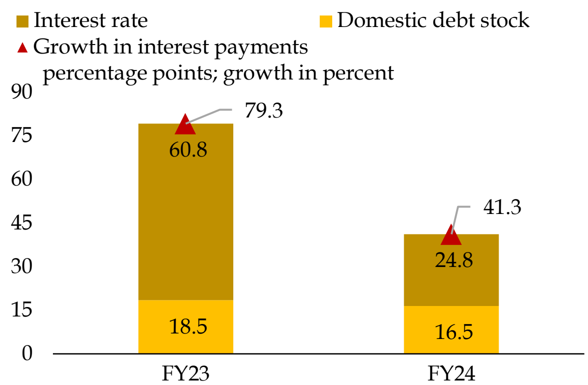

Note: FY21 is taken as the base year
Source: Ministry of Finance; SBP staff calculations

شکل 4.12 ب: بیرونی مارک اپ ادائیگیاں اور شرحِ مبادلہ

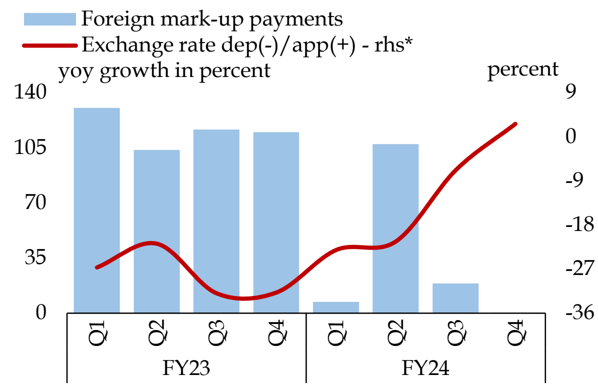

*this change is relative to same period year ago
Source: Ministry of Finance; Pakistan Bureau of Statistics

[55] اگرچہ مالی سال 24ء میں مالیاتی خسارہ گر کر جی ڈی پی کا 6.8 فیصد رہ گیا تاہم یہ اب بھی خاصا بڑا ہے۔ نیز، زیرِ جائزہ سال میں مالیاتی خسارہ 10.5 فیصد اضافے سے 7.2 ٹریلین روپے تک جا پہنچا ہے۔
[56] تفصیلات کے لیے باب 5، ملکی اور بیرونی قرضہ۔